بسم اللہ الرحمن الرحیم

اسلامی عقیدہ کتاب وسنت

کی روشنی میں

اعداد / محمد بن جمیل زینو

المدرس فی دار الحدیث الخیریۃ بمکۃ المکرمۃ

ترجمہ / لیث محمد بستوی عمری

وقف للہ تعالیٰ

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

از محمد عزیر

اسلامی عقائد کے موضوع پر اب تک سینکڑوں کتابیں لکھی جاچکیں ہیں، ان میں سے کچھ تو قدیم یونانی فلسفہ یا جدید فکر سے متاثر ہیں، اور بعض متکلمانہ ومناظرانہ اسلوب بیان کی حامل ہیں جن سے دماغ (عقل) کی آسودگی کا اگر تھوڑا بہت سامان ہو بھی جائے دل (قلب) مطمئن نہیں ہوتا۔ عصر حاضر میں کائنات اور انسان سے متعلق نو دریافت شدہ حقائق کو سامنے رکھ کر اسلامی عقائد کے اثبات کا ایک نیا رجحان پیدا ہوا ہے، یہ کوشش اگر چہ مستحسن ہے، مگر افسوس کہ اکثر مؤلفین اس سلسلے میں افراط وتفریط کا شکار ہو گئے ہیں۔ سائنس چونکہ غیبیات سے بحث نہیں کرتی اور عقائد کا دارومدار ہی ایمان بالغیب پر ہے۔ اس لیے ایسے حقائق جو انسانی مشاہدات سے ماوراء ہیں ان کے بارے میں سائنس ہمیں کیا رہنمائی کر سکتی ہے ظاہر ہے۔ زیادہ سے زیادہ چند ثابت شدہ حقائق سے بعض مخفی امور پر استدلال کیا جا سکتا ہے، اور شریعت کے بعض احکام کے اندر پوشیدہ حکمتیں سمجھی جا سکتی ہیں۔

ان رجحانات کے مقابلے میں ہمیں قرآن مجید کے اندر عقائد کے اثبات کا انداز زیادہ اپیل کرتا ہے، جہاں نہ فلسفیانہ موشگافیاں ہیں۔ نہ متکلمانہ قیل وقال، نہ ریاضیاتی فارمولے، نہ نظام شمسی کی تشریح، نہ اعضائے جسمانی کی سرجری مگر بہ ایں ہمہ حقائق کا سیدھا سادھا اظہار ہے جو عقل اور قلب دونوں کو مطمئن کرتا ہے۔ سلف صالحین (صحابہ، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ عظام) نے اسلام کے دیگر شعبوں کی طرح عقائد کے باب میں بھی قرآن مجید پر اعتماد کیا، اور اس کی مزید تشریح وتوضیح کے لیے صرف صحیح احادیث کا سہارا لیا، عقائد کے باب میں خصوصاً انہوں نے اپنی رائے کا استعمال کرنے کے بجائے کتاب وسنت کے اندر مذکورہ حقائق کے بیان کر دینے پر اکتفا کیا ہے۔ محدثین کی مستقل تصانیف کے علاوہ کتبِ حدیث کے اندر عقائد سے متعلق ابواب پر ایک نظر ڈالنے سے اس حقیقت کا بخوبی اظہار ہو سکتا ہے۔ اللہ جزائے خیر دے شیخ بدیع الدین شاہ راشدی کو، کہ انہوں نے عقائد پر دوسری صدی سے اب تک اس رجحان کی نمائندہ تمام تالیفات کا مکمل تذکرہ ''ہدایۃ المستفید ترجمہ فتح المجید'' کے مقدمہ میں کر دیا ہے امید ہے کہ قارئین کرام اس پر ایک نظر ڈال لیں گے۔

زیر نظر کتاب بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، مصنف نے اس میں سوال وجواب کے انداز میں تمام عقائد کا مختصر تذکرہ کر دیا ہے۔ خوبی یہ ہے کہ ایک بات بھی بغیر دلیل نہیں کہی ہے۔ ہر جگہ کسی آیت یا صحیح حدیث کی طرف اشارہ مع حوالہ درج ہے۔ عوام اور خواص سب ہی اس سے یکساں مستفید ہو سکتے ہیں۔ مکتب اور اسکول کے بچوں کے لیے تو یہ کتاب بہت ہی مفید ہے، ضرورت ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ مدارس ومکاتب میں ابتدائی درجوں میں داخل نصاب کر لیا جائے۔

اس کتاب کے مصنف شیخ محمد بن جمیل زینو حفظہ اللہ دارالحدیث مکہ مکرمہ میں مدرس ہیں، انہوں نے عوام کی اصلاح کی خاطر چھوٹی چھوٹی کتابوں کی تالیف واشاعت کا ایک سلسلہ شروع کر رکھا ہے۔ یہ اس سلسلے کی چوتھی کتاب ہے، اس کا پہلا ایڈیشن مختصر تھا، اس کے کئی اردو ترجمے برصغیر میں چھپ چکے ہیں، زیر نظر دسویں ایڈیشن میں کتاب دوگنی سے زیادہ ہو گئی ہے۔ اس لیے از سر نو اس کے ترجمے کی ضرورت محسوس ہوئی۔ مصنف محترم نے مجھ سے اسی خواہش کا اظہار کیا۔ میں نے کتاب لے کر اپنے دوست لیث محمد صاحب کے حوالے کر دی۔ انہیں عربی سے اردو ترجمہ کے میدان میں پہلے سے تجربہ ہے، اس سے قبل انہوں نے شیخ البانی، محمد خلیل ہراس اور دیگر مصنفین کی تحریروں کے ترجمے کئے ہیں، اس کتاب کا ترجمہ بھی انہوں نے تھوڑے دنوں میں مکمل کر لیا۔ اور اب یہ آپ لوگوں کے ہاتھ میں ہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سے قارئین کے لیے مفید بنائے، اور مصنف، مترجم اور ناشر کو اجر عطا فرمائے

محمد عزیر مکہ مکرمہ ۵ نومبر ۱۹۸۸ء

انٹرنیٹ ایڈیشن

مسلم ورلڈ ڈیٹا پروسیسنگ پاکستان

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلام وایمان

س ا:- اسلام کیا ہے؟

ج ا:- اسلام کے معنی ہیں توحید کا اقرار کرتے ہوئے اللہ کے لیے سرِ تسلیم خم کر دینا، اس کی اطاعت بجالانا، شرک سے دور رہنا۔

فرمانِ الٰہی: ''بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ وَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ''

حق یہ ہے کہ جو بھی اپنی ہستی کو اللہ کی اطاعت میں سونپ دے اور عملاً نیک روش پر چلے، اس کے لیے اس کے ربّ کے پاس اُس کا اجر ہے اور ایسے لوگوں کے لیے کسی خوف یا رنج کا موقع نہیں۔ (سورۃ البقرۃ:۱۱۲)

فرمانِ نبوی:- الاسلام أن تشهد أن لا الٰه الا الله و أن محمداً رسول الله وتقيم الصلوٰة وتؤتى الزكاة وتصوم رمضان وتحج البيت اِن استطعتَ اِليه سبيلاً . (مسلم)

اسلام یہ ہے کہ تو اس بات کی گواہی دے کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں۔ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں، نماز کو قائم کرے زکوٰۃ ادا کرے، رمضان کے روزے رکھے، اگر استطاعت ہو تو حج کرے۔

س ۲:- ایمان کی تعریف کیا ہے؟

ج ۲:- دل سے تصدیق، زبان سے اقرار، اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔

فرمانِ الٰہی:'' قَالَتِ الْأَعْرَابُ آمَنَّا قُلْ لَمْ تُؤْمِنُوا وَلَٰكِنْ قُولُوا أَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْإِيمَانُ فِي قُلُوبِكُمْ وَإِنْ تُطِيعُوا اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَا يَلِتْكُمْ مِنْ أَعْمَالِكُمْ شَيْئًا .

یہ بدوی کہتے ہیں کہ ''ہم ایمان لائے'' ان سے کہو تم ایمان نہیں لائے بلکہ یوں کہو کہ ہم مطیع ہو گئے، ایمان ابھی تمہارے دلوں میں داخل نہیں ہوا ہے۔ (الحجرات:۱۴)

فرمانِ نبوی:- الايمان أن تومن بالله وملائكته وكتبه ورسله واليوم الآخر وتؤمنَ بالقدر خير وشره. (مسلم)

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں، قیامت کے دن پر ایمان رکھے نیز بھلی بُری تقدیر پر بھی ایمان رکھے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے: ليس الايمان بالتّمنّى ، ولا بالتحلّى ولكن هو ما وقر فى القلب وصدّقه العمل .

ایمان تمنا اور ظاہری آرائش کا نام نہیں، بلکہ وہ تو دل کی گہرائیوں میں پائی جانے والی چیز ہے، جس کی تصدیق عمل کرے۔

س ۳:- تمہارا ربّ کون ہے؟

ج ۳:- میرا ربّ اللہ کی وہ ذات ہے جس نے مجھے پیدا کیا اور اپنی نعمت سے میری اور تمام مخلوقات کی پرورش کی، وہی میرا معبود حقیقی ہے، اُس کے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں۔

فرمانِ الٰہی:- الحمد لله ربّ العالمين .

ہر طرح کی تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو تمام کائنات کا رب ہے۔ (سورۃ فاتحہ:۱)

س۴:- تمہارا دین کونسا ہے؟

ج۴:- ہمارا دین، اسلام ہے اور وہ کتاب وسنت کے بیان کردہ تمام ہی عبادات واطاعت کا نام ہے۔

فرمان الٰہی:- اِنَّ الْدِّینَ عِندَ اللہِ الْاِسْلَامُ.

اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

س۵:- تمہارے نبی کون ہیں؟

ج۵:- ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں، آپ کی ولادت باسعادت مکّہ میں ہوئی آپ تمام لوگوں کے نبی ورسول ہیں۔

فرمان الٰہی:- ''قُلْ یٰـاَیُّھَاالنَّاسُ اِنّی رَسُولُ اللہِ اِلَیْکُمْ جَمِیْعًا''.

اے نبی آپ کہہ دیجئے کہ لوگو! میں تم سب کی جانب اللہ کا بھیجا ہوا رسول ہوں۔ (الاعراف:۱۵۸)

آپ خاتم النّبیّین ہیں آپ کے بعد کوئی نبی یا رسول آنے والا نہیں۔

فرمان الٰہی:- ''مَاکَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِکُمْ وَلٰـکِنْ رَّسُولَ اللہِ وَ خَاتَمَ النَّبِیّینَ'' (الاحزاب:۴۰)

(لوگو) محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) تمہارے مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں ہیں: مگر وہ اللہ کے رسول اور خاتم النّبیّین ہیں۔ منصب نبوت آپ کو اس وقت ملا جب آپ پر درج ذیل ارشاد باری کا نزول ہوا۔

اِقرأ بِاسمِ ربّکَ الَّـذِیْ خلَقَ .

(اے نبی) آپ پڑھئے اپنے رب کے نام سے جس نے پیدا کیا۔

اور آپ رسالت کے منصب سے اس وقت سرفراز ہوئے جب درج ذیل ارشاد کا نزول ہوا۔

''یَـآ أَیُّھَاالْمُدَّثِّرُ ، قُمْ فَـأنْذِرْ''

اے اوڑھ لپیٹ کر لیٹنے والے، اٹھو اور ڈراؤ۔ (سورۃ مدثر:۱)

جب آپ چالیس سال کے ہوئے تو آپ پر وحی کا نزول ہوا، ۱۳ نبوت کو آپ مدینہ منورہ ہجرت کر گئے، وہاں آپ دس سال باحیات رہے، جب آپ تریسٹھ سال کے ہوئے تو خالق حقیقی سے جا ملے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعوت کا آغاز توحید سے ہوا، توحید نام ہے لا الہ الا اللہ کے اقرار کرنے کا یعنی اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔ آپ کے رب نے آپ کو حکم دیا کہ آپ صرف اللہ کو پکاریں، اس کی پکار میں کسی دوسرے کو شریک نہ کریں، جیسا کہ مشرکین آپ کے زمانے میں کرتے تھے۔

فرمان الٰہی:- ''قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُواْ رَبِّی وَلَآ اُشْرِکُ بِہٖ أَحَدًا''

(اے نبی) کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ (سورۃ الجن:۲۰)

فرمان نبوی:- الدعاء ھو العبادۃ. (حسن صحیح، ترمذی)

پکارنا (دعا) ہی عبادت ہے۔

مسلمانوں پر واجب ہے کہ وہ صرف اللہ کو پکاریں، کسی غیر کو نہ پکاریں چاہے وہ نبی یا ولی ہی کیوں نہ ہو۔ اس لیے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی قادر مطلق ہے، اس کے علاوہ مُردے اپنی پریشانی دور کرنے سے عاجز ہیں۔

فرمانِ الٰہی:- وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ، اَمْوَاتٌ غَيْرُ اَحْيَآءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ .

اور وہ دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی بھی چیز کی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور ان کو کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب (دوبارہ زندہ کرکے) اٹھایا جائے گا۔ (النحل: ۲۰-۲۱)

س ٦:- دوبارہ اٹھائے جانے سے متعلق تمہارا کیا عقیدہ ہے۔ اس کے انکار کا حکم کیا ہے؟

ج ٦:- دوبارہ اٹھائے جانے کے سلسلے میں میرا عقیدہ یہ ہے کہ اُس پر ایمان رکھنا واجب ہے نیز اُس پر بھی کہ وہ ایمان باللہ کا لازمی جز ہے اور یہ کہ جو ذات مخلوقات کی تخلیق عدم سے کرسکتی ہے دوبارہ مخلوقات کا اعادہ کرسکتی ہے۔

اس کے انکار کا حکم:- کفر اور منکر کو جہنم میں ہیشگی کا مستحق ٹھہراتا ہے۔

دلیل فرمانِ الٰہی:- وَضَرَبَ لَنَا مَثَلًا وَّنَسِيَ خَلْقَهٗ قَالَ مَنْ يُّحْيِ الْعِظٰمَ وَهِيَ رَمِيْمٌ ، قُلْ يُحْيِيْهَا الَّذِيْٓ اَنْشَاَهَآ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّهُوَ بِكُلِّ خَلْقٍ عَلِيْمٌ .

اب وہ ہم پر مثالیں چسپاں کرتا ہے اور اپنی پیدائش کو بھول جاتا ہے کہتا ہے "کون ان ہڈیوں کو زندہ کرے گا، جب کہ یہ بوسیدہ ہو چکی ہوں" اس سے کہو انہیں وہی زندہ کرے گا جس نے پہلے انہیں پیدا کیا تھا۔

س ٧:- مُردے کے حُسن خاتمہ کی کیا علامات ہیں؟

ج ٧:- حسن خاتمہ کی بہت سی علامتیں ہیں۔ جس مسلمان میں مرتے وقت ان میں کوئی ایک پائی جاتی ہے وہ اس کے لیے خوشخبری ہوتی ہے

١۔ مرتے وقت لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ کا زبان سے ادا کرنا۔

٢۔ جمعہ کے دن یا رات کو مرنا۔

٣۔ رشح الجبین میں مرنا یعنی مرتے وقت پیشانی پسینے سے تر ہو۔

٤۔ میدان جنگ میں شہید ہونا۔

٥۔ فی سبیل اللہ لڑتے ہوئے مرنا، اس میں مندرجہ ذیل تمام لوگ شامل ہیں جو فی سبیل اللہ قتل کر دیا جائے، جو طاعون میں مر جائے، جو پیٹ کی کسی بھی بیماری میں مر جائے۔

٦۔ جو جل کر یا ڈوب کر مرے۔

٧۔ حالت نفاس میں عورت کا مر جانا۔

٨۔ نمونیہ کی حالت میں مرنا۔

٩۔ تپ دق میں مرنا۔

١٠۔ جان و مال اور دین کی حفاظت میں مرنا۔

١١۔ فی سبیل اللہ پہرے داری کرتے ہوئے مرنا۔

١٢۔ کوئی عمل صالح کرتے ہوئے مرنا، مثلاً شہادتوں کا اقرار، روزہ رکھنا صدقہ کرنا وغیرہ۔

بندوں پر اللہ کے حقوق

س۱:- اللہ نے ہمیں کیوں پیدا کیا؟

ج۱:- اللہ نے ہمیں پیدا کیا تاکہ ہم اس کی عبادت کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنَ.

ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ (ذاریات:۵۶)

فرمانِ نبوی:- حق الله على العباد أن يعبدوه ولا يشركوا به شيئا.

اللہ کا حق بندوں پر یہ ہے کہ وہ اس کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری ومسلم)

س۲:- عبادت کسے کہتے ہیں؟

ج۲:- عبادت ہر اُس گفتار و کردار کا نام ہے جسے اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے مثلاً دعا، نماز، خشوع وغیرہ۔

فرمانِ الٰہی:- قُلْ اِنَّ صَلَاتِي وَ نُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ .

کہہ دیجئے! میری نماز میرے تمام مراسمِ عبودیت، میرا جینا اور میرا مرنا سب کچھ اللہ ربّ العالمین کے لیے ہے۔ (الانعام:۱۶۲)

حدیث قدسی:- ما تقرّب اِليَّ عبدي بشيء اُحبّ اِليّ مما افترضتهُ عليه .

میری قربت کے لیے بندہ جو بھی اعمال کرتا ہے ان میں سے فرائض مجھے زیادہ پسند ہیں۔ (بخاری)

س۳:- عبادت کی قسمیں کیا کیا ہیں؟

ج۳:- عبادت کی بہت سی قسمیں ہیں، جیسے دعاء، خشیت الٰہی، توکل، سجدہ، طواف، قسم، فرمان روائی وغیرہ وغیرہ۔

س۴:- ہم اللہ کی عبادت کیسے کریں؟

ج۴:- جیسا کہ اللہ اور اس کے رسول نے ہمیں حکم دیا ہے۔

فرمانِ الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا أَطِيْعُوا اللهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوٓا أَعْمَـٰلَكُمْ .

ایمان والو: تم اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کا کہا مانو اور اپنے اعمال کو برباد نہ کرلو۔ (سورۃ محمد:۳۳)

حدیث نبوی:- من عمل عملًا ليس عليه أمرنا فهو رد . (مسلم)

جس کسی نے ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا ہے تو وہ مردود ہے غیر مقبول ہے۔

س۵:- کیا ہمیں رحمت الٰہی کی امید اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہوئے عبادت کرنا چاہئے؟

ج۵:- ہاں ہمیں اسی طرح عبادت کرنا چاہیے۔

فرمانِ الٰہی:- وَادْعُوهُ خَوْفًا وَ طَمَعًا .

اور اسے خوف وطمع کے ساتھ پکارو۔

فرمانِ نبوی:- أسأل الله الجنة وأعوذ به من النار .

میں اللہ سے جنت کا سوال کرتا ہوں، اور جہنم سے اس کی پناہ چاہتا ہوں۔ (ابوداؤد)

س٦:- عبادت میں احسان کا کیا مفہوم ہے؟

ج:- عبادت میں اللہ تعالیٰ کی نگہداشت ومراقبہ کو احسان سے تعبیر کیا گیا ہے۔

فرمان الٰہی:- الَّذِی یَرَاکَ حِیْنَ تَقُوْمُ ، وَتَقَلُّبَکَ فِی السّٰجِدِیْنَ .

وہ تمہیں اس وقت دیکھ رہا ہوتا ہے جب تم اٹھتے ہو اور سجدہ گذار لوگوں میں تمہاری نقل وحرکت پر نگاہ رکھتا ہے۔ (شعراء:۲۱۹)

فرمان نبوی:- الاِحسان أن تعبدَاللہ کأنک تراہ فإن لم تکن تراہ فإنہ یراک. (مسلم)

احسان یہ ہے کہ تم اللہ کی عبادت اس انداز پر کرو کہ تم اسے دیکھ رہے ہو، اگر ایسا نہ ہو تو پھر اللہ تمہیں دیکھ رہا ہے۔

س٧:- اللہ اور رسول کے حقوق کے بعد سب سے بڑا حق کس کا ہے؟

ج٧:- والدین کا۔

فرمان الٰہی:- وَقَضٰی رَبُّکَ أَلَّا تَعْبُدُوا اِلَّا اِیَّاہُ وَبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسٰنًا اِمَّا یَبْلُغَنَّ عِنْدَکَ الْکِبَرَ أَحَدُھُمَا أَوْ کِلَاھُمَا فَلَا تَقُلْ لَّھُمَآ أُفٍّ وَلَا تَنْھَرْھُمَا وَقُلْ لَّھُمَا قَوْلًا کَرِیْمًا . (سورۃ الاسراء:۲۳)

تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ کسی کی عبادت نہ کرو، مگر صرف اس کی، والدین کے ساتھ نیک سلوک کرو، اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک، یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک نہ کہو، نہ انہیں جھڑک کر جواب دو، بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو۔

حدیث نبوی:- عن أبی ھریرۃ قال : جاء رجل الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال : یا رسول اللہ من أحق الناسِ بحسن صحبتی قال : أمک ، قال : ثم من؟ قال : أمک ، قال : ثم من ؟ قال أمک ، قال : ثم من؟ قال : ابوک .

حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ایک شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور پوچھا اے اللہ کے رسول میرے حسن سلوک کا لوگوں میں کون سب سے زیادہ حق دار ہے آپ نے فرمایا، تیری ماں۔ دوبارہ پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا، تیری ماں سہ بارہ پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا تیری ماں، چوتھی بار پوچھا، پھر کون، آپ نے فرمایا، تیرا باپ۔

توحید کی قسمیں اور اس کے فوائد

س۱:- اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کیوں بھیجا؟

ج۱:- تاکہ لوگوں کو عبادت باری تعالیٰ کی دعوت دیں اور شرک کی نفی کریں۔

فرمان الٰہی:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّـٰغُوتَ .

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کردیا کہ ''اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو''

(طاغوت وہ ہے جسے لوگ اللہ کو چھوڑ کر پوجیں اور پکاریں اور وہ اس پر راضی ہو)۔ (سورۃ النحل:۳۶)

حدیث نبوی:- والأنبياء اِخوة ، ودينهم واحد. (بخاری ومسلم)

تمام انبیاء آپس میں بھائی ہیں ....اور ان کا ایک ہی دین ہے۔

س۲:- توحید ربوبیت کیا ہے؟

ج۲:- اللہ تعالیٰ کو اس کے افعال میں یکتا ماننا توحید ربوبیت ہے جیسے خلق اور تدبیر وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ العٰالَمِيْن .

تمام تعریفیں اللہ ہی کے لیے ہیں جو تمام کائنات کا رب ہے۔

حدیث نبوی:- أنتَ ربّ السَّمٰوٰتِ والأرض . (بخاری ومسلم)

تو ہی زمین اور آسمانوں کا رب ہے۔

س۳:- توحید الوہیت کسے کہتے ہیں؟

ج۳:- جملہ عبادات کا مستحق صرف اللہ کو ماننا، جیسے کہ دعا، ذبیحہ، نذر، فرمانروائی، نماز، امید رحمت، خوف عذاب، طلب مدد اور توکل وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- وَإِلَـٰهُكُمْ إِلَـٰهٌ وَاحِدٌ لَّآ إِلَـٰهَ إِلَّا هُوَ الرَّحْمَـٰنُ الرَّحِيمُ .

اور تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے اس رحمٰن اور رحیم کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں ہے۔

حدیث نبوی:- فليكن أول ما تدعوهم اليه شهادة أن لااله الّا الله .

تمہاری دعوت کا آغاز اس بات کی گواہی سے ہو کہ اللہ کے علاوہ کوئی مستحق عبادت نہیں۔ (بخاری ومسلم)

بخاری کی ایک روایت یوں ہے ''الى أن يوحدوا الله ''یعنی پہلے اس بات کی دعوت دی جائے کہ لوگ اللہ کی وحدانیت کے قائل ہوجائیں۔

س۴:- توحید ربوبیت اور توحید الوہیت کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج۴:- توحید ربوبیت والوہیت کی غرض وغایت یہ ہے کہ لوگ اپنے معبود ورب کی عظمت کو پہچان لیں، صرف اسی کی عبادت کریں، اسی کے کہنے پر چلیں، ایمان ان کے دلوں میں رچ بس جائے نیز فی الواقع عملاً اس کا ظہور ہو۔

س۵:- توحید اسماء وصفات سے کیا مراد ہے؟

ج۵:- اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے جو اس کے اوصاف بیان فرمائے ہیں انہیں اس کے شایان شان بلا

تاویل وتفویض اور بلاتمثیل وتعطیل تسلیم کرنا توحید اسماء وصفات کہلاتا ہے، جیسا کہ استواء علی العرش، اس کا نزول، اور اس کا ہاتھ وغیرہ۔

فرمان الٰہی:- ''لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْءٌ وَهُوَ السَّمِيعُ الْبَصِيرُ''

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں وہ سب کچھ دیکھنے اور سننے والا ہے۔

حدیث نبوی:- ينزل الله في كل ليلة الي السماء الدنيا . (مسلم)

اللہ تعالیٰ ہر رات آسمان دنیا کی طرف اپنی شایان شان نزول فرماتا ہے۔ (اس کا یہ نزول کسی مخلوق کے نزول کے ہرگز مشابہ نہیں)

س۶:- اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

ج۶:- اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔

فرمان الٰہی:- ''الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰى''

وہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ (سورۃ طٰہٰ:۵)

بخاری شریف میں تابعین سے اس کی تفسیر یوں منقول ہے: یعنی چڑھا اور بلند ہوا۔

حدیث نبوی:- ان الله كتب كتاباً قبل أن يخلق الخلق ان رحمتي سبقت غضبي فهو مكتوب عنده فوق العرش .

اللہ تعالیٰ نے مخلوقات کی تخلیق سے پہلے ایک دستاویز لکھی کہ ''میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے گئی'' اور وہ عرش پر اس کے پاس محفوظ ہے۔ (بخاری)

س۷:- کیا اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے؟

ج۷:- اللہ تعالیٰ اپنی دید وشنید اور علم کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے یعنی ہماری جملہ حرکات وسکنات اس کے سامنے ہیں۔

فرمان الٰہی:- ''قَالَ لَا تَخَافَآ اِنَّنِي مَعَكُمَآ اَسْمَعُ وَأَرٰى''

ڈرو مت میں تمہارے ساتھ ہوں، سب کچھ سن رہا ہوں اور دیکھ رہا ہوں۔ (سورۃ طٰہٰ:۴۶)

حدیث نبوی:- انكم تدعون سميعًا قريبًا وهو معكم . (مسلم)

تم ایسی ذات کو پکارتے ہو جو سننے والی اور قریب ہے، (علم کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ ہے۔

س۸:- عقیدہ توحید کے فوائد کیا ہیں؟

ج۸:- اس کے فوائد یہ ہیں کہ:

۱۔ انسان آخرت کے ابدی عذاب سے محفوظ رہتا ہے۔

۲۔ دنیا میں راہ راست پر آجاتا ہے۔

۳۔ گناہوں کی بخشش ہوجاتی ہے۔

فرمان الٰہی:- ''اَلَّذِيْنَ ءَ امَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ أُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُمْ مُهْتَدُونَ''

حقیقت میں امن انہیں کے لیے ہے اور راہ راست پر وہی ہیں جو ایمان لائے اور جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ آلودہ نہیں کیا۔ (ظلم سے مراد شرک ہے)۔ (سورہ انعام:۸۲)

حدیث نبوی:- حق العباد علی اللہ أن لایعذب من لا یشرک بہٖ شیئاً . (بخاری و مسلم)

بندوں کا حق اللہ کے ذمہ یہ ہے کہ وہ ایسے تمام بندوں کو عذاب نہ دے جو اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔ (بخاری و مسلم)

لا الٰہ اِلا اللہ کا مفہوم اوراس کے شرائط

س۱:- لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کا مفہوم کیا ہے؟

ج۱:- برادران اسلام کومعلوم ہونا چاہیے کہ لَااِلٰـهَ اِلَّا الله جنت کی کنجی ہے لیکن ہر کنجی کے دندانے ہوتے ہیں، اگر تمہاری کنجی دندانے والی ہے تو تالا کھول سکتی ہے ورنہ نہیں۔

اس کنجی کے دندانے لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کے درج ذیل شرائط ہیں:

۱۔ اس کے مفہوم سے واقفیت، یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو معبود برحق نہ سمجھنا فرمان الٰہی:- فَاعْلَمْ أَنَّهُ لَااِلٰـهَ اِلَّا الله . (سورۃ محمد:۱۹)

جان لو کہ اللہ کے علاوہ کوئی بھی معبود برحق نہیں۔

حدیث نبوی:- من مات وهو يعلم أنه لا اِله الا الله دخل الجنة . (مسلم)

جس کی موت عقیدہ توحید لَااِلٰـهَ اِلَّا الله پر ہوگی جنت میں داخل ہوگا۔

۲۔ ایسا یقین جس میں کوئی شک کا شائبہ نہ ہو، یعنی لَااِلٰـهَ اِلَّا الله پر بلا کسی شک دل کو پورا یقین ہو۔

فرمان الٰہی:- اِنَّمَا الْمُؤْمِنُونَ ءَ امَنُوا بِاللهِ وَرَسُولِهِ ثُمَّ لَمْ يَرْتَابُوا .

حقیقت میں مومن تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لائے پھر انہوں نے کوئی شک نہیں کیا۔ (الحجرات:۱۵)

حدیث نبوی:- أشهدأن لااله الاالله وأنى رسول الله لا يلقى الله بهما عبد غير شاك فيحجب عن الجنة . (مسلم)

میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں، جو بندہ بغیر شک ان دونوں باتوں کی گواہی دیتے ہوئے اللہ سے جا ملے گا وہ جنت سے روکا نہیں جاسکتا۔

کلمہ لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کے تمام مقتضیات کو زبان ودل سے قبول کرنا۔

فرمان الٰہی:- اِنَّهُم كَانُوا اِذا قِيلَ لَهُمْ لَااِلٰـهَ اِلَّا الله يَسْتَكْبِرُونَ ، وَيَقُولُونَ أَئِنَّا لَتَارِكُوٓا ءَ ا لِهَتِنَا لِشَاعِرٍ مَجْنُونٍ .

یہ وہ لوگ تھے جب ان سے کہا جاتا اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں تو یہ گھمنڈ میں آجاتے تھے اور کہتے تھے کیا ہم ایک شاعر مجنون کی خاطر اپنے معبودوں کو چھوڑ دیں گے؟ (صافات:۳۵-۳۶)

حدیث نبوی:- أمرت أن أقاتل الناس حتّى يقولوا لَااِلٰـهَ اِلَّا الله ، فمن قال لَااِلٰـهَ اِلَّا الله فقد عصم منّى ما له ونفسه اِلّا بحقّ الاِسلام وحسابه على الله عزوجل . (بخارى ومسلم)

مجھے لوگوں سے جنگ کا حکم دیا گیا یہاں تک کہ وہ لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کے قائل ہوجائیں، جو بھی لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کا قائل ہوگیا، اس نے مجھ سے اپنی جان ومال کو محفوظ کرلیا اِلّا یہ کہ وہ کسی اسلامی قانون کی زد میں آجائے اور اس کا حساب اللہ عزوجل پر موقوف ہے۔

۴۔ جن چیزوں پر لَااِلٰـهَ اِلَّا الله دلالت کرتا ہو، ان کے لیے سر تسلیم خم کردینا

فرمان الٰہی:- وَأَنِيبُوا اِلَىٰ رَبِّكُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ .

پلٹ آؤ اپنے رب کی طرف اور مطیع بن جاؤ۔ (زمر:۵۴)

۵۔ ایسی تصدیق جس میں تکذیب کا شائبہ تک نہ ہو یعنی لَااِلٰـهَ اِلَّا الله کا صدق دل سے قائل ہو۔

فرمانِ الٰہی:- الٓمٓ ، أَحَسِبَ النَّاسُ أَن يُتْرَكُوٓا أَن يَقُولُوٓا ءَامَنَّا وَهُمْ لَا يُفْتَنُونَ ، وَلَقَدْ فَتَنَّا الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ فَلَيَعْلَمَنَّ اللهُ الَّذِينَ صَدَقُوا وَلَيَعْلَمَنَّ الْكَـٰذِبِينَ .

ا۔ل۔م۔کیا لوگوں نے یہ سمجھ رکھا ہے کہ وہ بس اتنا کہنے پر چھوڑ دیئے جائیں گے کہ ''ہم ایمان لائے'' اوران کو آزمایا نہ جائے گا ،حالانکہ ہم ان سب لوگوں کی آزمائش کر چکے ہیں جوان سے پہلے گذرے ہیں،اللہ کوتو ضرور یہ دیکھنا ہے کہ سچے کون ہیں اور جھوٹے کون ہیں؟

حدیثِ نبوی:- ما من أحد يشهد ان لَاالٰـهَ اِلَّا الله وأن محمدا عبده ورسوله صِدقا من قلبه اِلا حرمه الله على النار .

جو بھی صدق دل سے اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں اور یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے بندے اور رسول ہیں،اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کی آگ حرام کر دیتا ہے۔ (بخاری ومسلم)

۶۔ اخلاص،یعنی کسی بھی عمل کو اس طرح صالح نیت سے کرنا کہ اس میں شرک کا کوئی شائبہ نہ ہو۔

فرمانِ الٰہی:- وَمَا أُمِرُوٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوا اللهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ حُنَفَآءَ . (بینہ:۵)

اوران کواس کے سوا کوئی حکم نہیں دیا گیا تھا کہ اللہ کی بندگی کریں،اپنے دین کواس کے لیے خالص کر کے،بالکل یکسو ہو کر۔

حدیثِ نبوی:- أسعد الناس بشفاعتى يوم القيامة من قال لَاالٰـهَ اِلَّا الله خالصًا من قلبه أو نفسه . (بخارى)

میری شفاعت کا حقدار وہی ہوگا جو صدق دل سے لَاالٰـهَ اِلَّا الله کا قائل ہوگا۔

حدیثِ نبوی:- ان الله حرّم على النار من قال : لَاالٰـهَ اِلَّا الله يبتغى بذٰلک وجه الله عزّوجل . (مسلم)

جو رضائے الٰہی چاہتے ہوئے لَاالٰـهَ اِلَّا الله ،کا قائل ہوتا ہے،اس پر اللہ تعالیٰ جہنم کو حرام کر دیتا ہے۔

۷۔ اس کلمہ طیبہ،اس کے مقتضیات ومدلولات،اس کے شروط کے ساتھ اس پر عمل کرنے والوں سے محبت کرنا،اوراس کے منکرین سے عداوت رکھنا۔

فرمانِ الٰہی:- وَمِنَ النَّاسِ مَن يَتَّخِذُ مِن دُونِ اللهِ أَندَادًا يُحِبُّونَهُمْ كَحُبِّ اللهِ وَالَّذِيْنَ ءَامَنُوٓا أَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ . (البقرة:١٦٥)

(وحدت الٰہی پر کھلے کھلے آثار کے ہوتے ہوئے بھی) کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کا اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اوران کے ایسے گرویدہ ہیں،جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہئے حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

حدیثِ نبوی:- ثلاث من كن فيه وجد بهن حلاوة الاِيمان : أن يكون الله ورسوله أحب اليه مما سواهما ، وأن يحب المرء لايحبه اِلا لله وأن يكره أن يعود فى الكفر بعد اذا أنقذه الله منه ، كما يكره أن يُقذف فى النار . (بخارى ومسلم)

تین خصلتیں جس کسی میں ہوں گی ،ایمان کی مٹھاس پالے گا ،یہ کہ اس کے نزدیک اللہ،اس کے رسول تمام چیزوں سے زیادہ محبوب ہوں،یہ کہ وہ کسی دوسرے سے محبت صرف اللہ کے لیے کرے،یہ کہ جب اللہ نے اسے کفر سے نجات دلا دی ہے،تو دوبارہ کفر کی جانب لوٹنے کو ویسے ہی ناپسند کرے جیسے کہ آگ میں ڈالے جانے کو ناپسند کرتا ہو۔ (بخاری ومسلم)

(ڈاکٹر محمد سعید قحطانی کی کتاب الولاء والبراء سے منقول)

۸۔ طاغوتوں کا یعنی اللہ کے علاوہ دوسرے معبودان باطلہ کا انکار کرے اور اللہ ہی کو برحق رب ومعبود تسلیم کرے۔

فرمانِ الٰہی:- فَمَن يَكْفُرْ بِالطَّـٰغُوتِ وَيُؤْمِن بِاللهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انفِصَامَ لَهَا وَاللهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ .

اب جو کوئی طاغوت کا انکار کر کے اللہ پر ایمان لے آیا اس نے ایک ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔ (سورۃ البقرۃ)

حدیث نبوی:-   من قال لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه و کفر بما یعبد من دون اللّٰه حرم ماله ودمه .   (مسلم)

جو لَااِلٰـهَ اِلَّا اللّٰه کا قائل ہوا اور اللہ کے علاوہ معبودان باطلہ کی تکذیب کی اس کا مال اور خون قابل حرمت ہو گیا۔

عقائد اور توحید کی اہمیت

س ۱:- ہم توحید کو دوسری چیزوں سے زیادہ کیوں اہمیت دیتے ہیں؟

ج ۱:- اس کے بہت سے اسباب ہیں مثلاً:

۱۔ توحید (شرک کی ضد) ہی وہ بنیادی ستون ہے جس پر اسلام کی بنیاد رکھی جاتی ہے، اور توحید لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت سے عیاں ہے۔

۲۔ توحید ہی کے ذریعہ کافر حلقہ بگوش اسلام ہو کر قتل سے محفوظ ہو جائے گا اس کے انکار یا استہزاء سے مسلمان دین اسلام سے خارج ہو کر حالت کفر میں قتل کر دیا جائے گا۔

۳۔ عقیدۂ توحید ہی تمام رسولوں کی دعوت کا اصل مرکز رہا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ .

اور ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیج دیا اور اس کے ذریعہ سب کو خبردار کر دیا کہ ''اللہ کی بندگی کرو اور طاغوت کی بندگی سے بچو''۔ (سورۃ النحل: ۳۶)۔

فرمان الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونَ.

ہم نے جن اور انسانوں کو صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ (لیعبدون) یعنی ہماری توحید کے قائل ہو جائیں اور صرف ہماری عبادت کریں۔ (ذاریات: ۵۶)

۵۔ توحید:- توحید ربوبیت، توحید الوہیت، توحید اسماء وصفات اور ہر طرح کی عبادتوں کو شامل ہے۔

۶۔ توحید اسماء وصفات بہت اہم ہے میری ایک نوجوان مسلمان سے ملاقات ہوئی جو کہہ رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ ہے، میں نے اس سے کہا اگر تمہاری مراد ذات باری تعالیٰ ہے تو یہ بہت بڑی غلطی ہے اس لیے کہ فرمان الٰہی ہے۔

فرمان الٰہی:- ''الرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوَىٰ''

وہ رحمان عرش پر مستوی ہے۔ (سورۃ طٰہٰ: ۵)

اور اگر تمہاری مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنی دید وشنید اور علم کے لحاظ سے ہمارے ساتھ ہے تو یہ صحیح ہے، چنانچہ اس نے اس تشریح کو قبول کر لیا۔

۷۔ توحید ہی پر انسان کی دنیوی واخروی سعادت مندی وبدبختی موقوف ہے۔

۸۔ توحید ہی نے دنیائے عرب کو شرک، ظلم، جہالت اور انتشار سے نکال کر عدل، عزت، علم، اتحاد اور مساوات سے ہمکنار کیا۔

۹۔ توحید ہی کے ذریعہ مسلمانوں نے ملکوں کو فتح کیا، بندوں کو معبودانِ باطلہ کی پرستش سے نجات دلائی، رب حقیقی کے عبادت پر لگایا، مسخ شدہ ادیان کی ظلم وزیادتی سے خلاصی دلائی، محفوظ اسلام کے عدل وانصاف سے ہمکنار کیا۔

۱۰۔ عقیدۂ توحید ہی مسلمانوں کو جہاد، جاں نثاری اور قربانی پر اکساتا ہے۔

۱۱۔ توحید ہی کے ذریعہ عرب وعجم کو متحد کرنے اور انہیں ایک امت بنانے کا تصور کیا جا سکتا ہے۔

بریں بناء جب مجدد شیخ محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت توحید حاجیوں کے ذریعہ ہندوستان پہنچی، تو انگریز اس سے خوفزدہ ہوگئے۔ یہ تو دنیا کے تمام مسلمانوں کو متحد کر کے انہیں ان تمام ملکوں سے نکال دے گی جن پر ان کی فرمانروائی چل رہی ہے۔ نتیجہ کے طور پر انگریز اپنے پٹھوؤں کو لے کر دعوت توحید کے خلاف صف آراء ہوگئے۔ اسے ''وہابی دعوت'' سے موسوم کرنے لگے، تا کہ لوگوں کو اس سے دور رکھیں، جیسا کہ اس کا تذکرہ شیخ علی طنطاوی نے اپنی کتاب (الشہید احمد عرفان) اور (محمد بن عبدالوہاب) میں کیا ہے۔

۱۲۔ توحید ہی مجاھد کے انجام کا تعین کرتی ہے، اگر وہ اہل توحید میں سے ہے تو جنتی ہوگا، اور اگر اہل شرک سے ہوگا تو جہنمی ہوگا۔

۱۳۔ توحید ہی کی خاطر تمام جنگیں وجود میں آئیں، اسی کے لیے مسلمان شہید ہوئے اسی کے باعث کامیابی سے ہمکنار ہوئے۔ اسی کی خاطر مسلمان لڑتے رہے، بغیر توحید کے ان کی عزت ونصرت کا تصور نہیں جس طرح زمانۂ ماضی میں توحید نے مسلمانوں کو متحد کر کے ان کی ایک بہت بڑی حکومت بنا ڈالی، ٹھیک اسی طرح آج بھی بِإِذن اللہ ان کی حکومت وعظمت، رفتہ رفتہ واپس آسکتی ہے، شرط یہ ہے کہ وہ دوبارہ عقیدۂ توحید کو اپنا لیں۔

فرمان الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن تَنصُرُوا اللهَ يَنصُرْكُمْ وَيُثَبِّتْ أَقْدَامَكُمْ . (سورۃ محمد:۷)

ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا۔ (اللہ کی مدد کرنے سے مراد اللہ کا کلمہ بلند کرنے اور حق کو سربلند کرنے کے کام میں حصہ لینا ہے)۔

س۲:- انسان کے لیے دین وعقیدہ کیوں لازم ہے؟

ج۲:- اس لیے کہ انسان اپنی فطرت اور روئے زمین پر عبادت الٰہی کے تمام معانی کو بجالانے کی منجانب اللہ عائد کردہ ذمہ داری کے ساتھ مربوط ہے، انسان فطرتاً ایک بے کار اڑتے ہوئے ذرہ کی مانند رہنا پسند نہیں کرسکتا، بریں بناء اس کے مقام ومرتبے کی تعیین کرے، سعادت دارین کے لیے سیدھا راستہ دکھائے، یہ عقیدہ ایک ایسی صاف شفاف روشنی ہے جہاں سے ہمیں احکام وقوانین ملتے ہیں، جو انسان کی طرز زندگی کا تعین کرتے اور امن وامان سے بہرہ ور کرتے ہیں جس میں ہدایت ورہنمائی، کامیابی وکامرانی ہے۔

فرمان الٰہی:- صِبْغَةَ اللهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَـٰبِدُونَ .

کہو: ''اللہ کا رنگ اختیار کرو اس کے رنگ سے اچھا اور کس کا رنگ ہوگا اور ہم اسی کی بندگی کرنے والے ہیں۔

س۳:- مبلغین اور اسلامی جماعتوں کے کیا فرائض ہیں؟

ج۳:- مبلغین اور اسلامی جماعتوں پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ کتاب وسنت صحیحہ کو اپنی مشعل راہ بنائیں، جن چیزوں سے انبیاء کرام نے اپنی دعوت کا آغاز کیا، اسی سے اپنی دعوت کا آغاز کریں، ان میں سب سے مقدم ہمارے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی دعوت کا آغاز توحید، یعنی لا الــــــہ الا اللہ کی شہادت سے کیا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ کے علاوہ کوئی برحق معبود نہیں، مکہ میں آپ تیرہ سال اسی کی دعوت دیتے رہے ،تا آنکہ صحابہ کرام کے دلوں میں یہ بات بیٹھ گئی کہ عبادت صرف اللہ کیلئے ہوسکتی ہے، صرف اسی کو پکارا جاسکتا ہے، اس لیے کہ صرف وہی قادر مطلق ہے، دوسرے عاجز ہیں، قانون سازی اور حاکمیت صرف اللہ کے لیے ہے، اس لئے کہ وہی خالق ہے، اپنے بندوں کی مصلحتیں زیادہ جانتا ہے، جب آپ ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچے تو اسلامی حکومت کی داغ بیل ڈالی اور اسلام کی سربلندی کے لیے جہاد کی دعوت دی۔

مسلمان ہونیکے شرائط

س۱:- مسلمان ہونے کے کیا شرائط ہیں؟

ج۲:- آدمی اس وقت تک صحیح معنوں میں مسلمان نہیں ہوسکتا جب تک کہ درج ذیل شروط اس میں نہ پائے جائیں۔

۱۔ توحید الوہیت کو جانے اور اس کے مطابق عمل کرے۔

۲۔ رسول کی لائی ہوئی تمام باتوں کی تصدیق کرے، اس کے اوامر ونواہی پر پوری طرح عمل کرے۔

۳۔ کفار ومشرکین سے دشمنی کرے، بہت سے مسلمان مشرک تو نہیں لیکن اہل شرک کی دشمنی نہیں کرتے، بایں سبب وہ حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتے اس لیے کہ اس نے تمام رسولوں کے اصول کو چھوڑ دیا ہے، ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے فرمارہے ہیں۔

كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ أَبَدًا حَتَّىٰ تُؤْمِنُوا بِاللّٰهِ وَحْدَهُ . (سورۃ الممتحنہ:۴)

ہم نے تم سے کفر کیا اور ہمارے تمہارے درمیان ہمیشہ کے لیے عداوت ہوگئی اور بیر پڑ گیا جب تک تم اللہ واحد پر ایمان نہ لاؤ۔

عداوت کو بغضاء سے پہلے ذکر کرنے پر غور کرو، اس لیے کہ عداوت بغضاء سے زیادہ اہم ہے، بسا اوقات مسلمان مشرکین سے بغض تو رکھتا ہے لیکن دشمنی نہیں کرتا۔ لیکن جب تک بغض وعداوت دونوں نہ پائی جائیں، فرض ادا نہیں ہوسکتا، بعض دشمنی کھلم کھلا ہونی ضروری ہے قلبی بغض اس وقت تک مفید نہیں ہوسکتا جب تک کہ اس کے اثرات دشمنی اور قطع تعلق کی صورت میں ظاہر نہ ہوں۔

۴۔ نصیحت کے فریضے کو ادا کرے، جو یہ کہے کہ مسلمان اگرچہ شرک، کفر اور گناہوں کے مرتکب ہوں، ہم ان سے چھیڑ چھاڑ نہیں کریں گے، وہ حقیقی مسلمان نہیں ہوسکتا، بلکہ اس پر یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ انہیں نصیحت کرے، شرک، کفر، نافرمانی اور دیگر برے کاموں کے انجام سے آگاہ کرے، لیکن درج ذیل فرمان الٰہی پر عمل کرتے ہوئے نرم لب ولہجہ اختیار کرے۔

فرمان الٰہی:- اُدْعُ اِلٰى سَبِيْلِ رَبِّكَ بِالْحِكْمَةِ وَالْمَوْعِظَةِ الْحَسَنَةِ وَجَادِلْهُمْ بِالَّتِي هِيَ أَحْسَنُ . (النحل:۱۲۵)

اے نبی! اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو۔

س۲:- قبول توبہ کے کیا شرائط ہیں؟

ج:- قبول توبہ کے درج ذیل شرائط ہیں۔

۱۔ اخلاص یعنی گنہگار کی توبہ صرف اللہ کے لیے ہو۔

۲۔ گنہگار اپنی کردہ گناہوں پر نادم ہو۔

۳۔ گنہگار اپنی کردہ گناہوں کو چھوڑ دے۔

۴۔ گناہ کے دوبارہ نہ کرنے کا پختہ عزم کرے۔

۵۔ حقوق سے متعلق سرزد گناہوں پر اللہ سے مغفرت طلب کرے۔

۶۔ لوگوں کے حقوق ادا کرے یا تو لوگ اسے معاف کردیں۔

۷۔ گنہگار کی توبہ سکرات الموت سے پہلے اس کی زندگی میں ہو۔

حدیث نبوی:-   **ان اللہ یقبل توبۃ العبد ما لم یغرغر.**   **(ترمذی)**

حالت نزع سے پہلے پہلے تک اللہ تعالیٰ اپنے بندے کی توبہ قبول کرتا ہے۔

قبولیت عمل کے شروط

س۱: قبولیت عمل کے شروط کیا ہیں؟

ج:- قبولیت عمل کے چار شروط ہیں۔

۱۔ اللہ پر ایمان رکھنا اس کی وحدانیت کا قائل ہونا۔

فرمان الٰہی:- اِنَّ الَّذِیْنَ ءَامَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا . (الکہف)

البتہ وہ لوگ جو ایمان لائے، اور جنہوں نے صالح عمل کیا ان کی میزبانی کیلیئے فردوس کے باغات ہوں گے۔

حدیث نبوی:- قل اٰمنت باللہ ثم استقم . (مسلم)

(آپ نے ایک صحابی کو فرمایا تھا) کہہ دو میں اللہ پر ایمان لایا، پھر اس پر ثابت قدم رہو۔

۲۔ اخلاص یعنی بغیر ریا کاری ومکاری، صرف اللہ کے لیے عمل کرنا۔

فرمان الٰہی:- فَاعْبُدِ اللہَ مُخْلِصًا لَّهُ الدِّیْنَ .

لہٰذا تم اللہ ہی کی بندگی کرو دین کو اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے۔ (الزمر)

حدیث نبوی:- من قال لاالٰہ الااللہ مخلصًا دخل الجنة. (صحیح بزار)

جو بھی صدق دل سے لاالٰہ الااللہ کا قائل ہو گیا جنت میں داخل ہوگا۔

۳۔ رسول کی لائی ہوئی شریعت کی موافقت۔

فرمان الٰہی:- وَمَا ءَاتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا .

جو کچھ رسول تمہیں دیں وہ لے لو، اور جس چیز سے روکیں اس سے رُک جاؤ۔ (سورہ حشر:۷)

حدیث نبوی:- من عمل عملاً لیس علیه أمرنا فهو رَدّ . (مسلم)

جس کسی نے ایسا کام کیا جس کا ہم نے حکم نہیں دیا وہ مردود وغیر مقبول ہے۔

۴۔ صاحبِ عمل غیر اللہ کی عبادت کر کے اپنے ایمان کو کفر اور شرک سے تباہ نہ کرے، مثلاً انبیاء، اولیاء اور مُردوں کو پکارنا اور ان سے مدد طلب کرنا۔

فرمان نبوی:- الدعا هو العبادة . پکارنا ہی عبادت ہے۔ (ترمذی)

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللہِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فاِن فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ . (سورۃ یونس)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسے کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

فرمان الٰہی:- لَئِنْ أَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ وَ لَتَكُوْنَنَّ مِنَ الخَاسِرِيْنَ .

اگر تم (ﷺ) نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا، اور تم خسارے میں رہو گے۔ (سورۃ زمر:۶۵)

س۲:- نیت کسے کہتے ہیں؟

ج۲:- نیت نام ہے قصد کا، اس کا محل وقوع دل ہے، زبان سے اس کی ادائیگی جائز نہیں، اس لیے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام

نے ایسا نہیں کیا۔

فرمان الٰہی:- وَاَسِرُوا قَولَكُمْ أَواجْهَرُوا بِهِ اِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ .

تم خواہ چپکے بات کرو یا اونچی آواز سے (اللہ کے لیے یکساں ہے) وہ تو دلوں کا حال تک جانتا ہے۔ (سورہ ملک:۱۳)

حدیث نبوی:- انّما الأعمال بالنيات وانما لكل امرئ ما نوىٰ . (بخاری ومسلم)

اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے، ہر شخص کا اجر حسب نیت ہوگا۔ (یعنی اعمال کی صحت، قبولیت اور مکمل ادائیگی نیتوں پر موقوف ہے)

س۳:- لوگوں کا یہ کہنا کہ "دین کا تعلق دل سے ہے" کیا معنی رکھتا ہے؟

ج۳:- اس کے قائل صرف تکالیف شرعیہ سے فرار چاہنے والے ہیں، حالانکہ دین عقائد، عبادات اور معاملات سب کو شامل ہے۔

۱۔ عقائد کا تعلق دل سے ہے، مثلاً درج ذیل حدیث نبوی میں بیان کردہ ایمان کے ارکان:

"الايمانُ أن تؤمنَ بالله وملائكتهِ وكتبهِ ورسلهِ واليوم الأخر وبالقدر خيره وشره"

ایمان یہ ہے کہ تو اللہ، اس کے فرشتوں، اس کی کتابوں، اس کے رسولوں اور قیامت کے دن پر ایمان رکھے، نیز بھلی بُری تقدیر پر بھی ایمان رکھے۔

۲۔ عبادتیں دِلی نیت کے ساتھ اعضاء و جوارح سے سرزد ہوئی ہیں، مثلاً درج ذیل حدیث نبوی میں بیان کردہ اسلام کے ارکان:

بنى الاسلام على خمسٍ : على أن يُعبَدالله ويكفر بما دونه ، واقام الصلاة وايتاء الزكوٰة وحج البيت وصيام رمضان . (مسلم)

اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر رکھی گئی ہے، غیر اللہ کی تکذیب کرتے ہوئے صرف اللہ کی عبادت کی جائے، نماز قائم کی جائے، زکوٰۃ ادا کی جائے، حج کیا جائے، رمضان کے روزے رکھے جائیں۔ اور ان ارکان کی ادائیگی کیلئے اعتقاد بالقلب اور عمل بالجوارح ضروری ہے۔

۳۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مسلمان سے مثال کے طور پر نماز پڑھنے اور ڈاڑھی بڑھانے کے لیے کہو تو راہ فرار اختیار کرتے ہوئے کہتا ہے، دین کا تعلق دل سے ہے!!

دل کی بات تو صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے ہم تو کسی مسلمان پر اس کے ظاہری اعمال کے مطابق حکم لگانے کے مکلّف ہیں، اگر آدمی صالح دل ہو تو یقیناً نماز، زکوٰۃ اور دیگر فرائض ادا کرے گا، نیز داڑھی رکھے گا۔

حدیث نبوی:- ألا وانّ فى الجسد مُضغة اذا صلحت صلح الجسد كله واذا فسدت فسد الجسد كله ألا وهي القلب. (بخاری ومسلم)

اس بات سے آگاہ رہو کہ جسم میں ایک ایسا ٹکڑا ہے کہ جس کی درستگی سے پورا جسم درست رہتا ہے اور جس کی خرابی سے پورا جسم خراب ہو جاتا ہے، اور وہ دل ہے۔

حسن بصری رحمہ اللہ کا قول ہے" ليس الايمان بالتّمنّى ، ولا بالتحلّى ولكن هو ما وقر فى القلب وصدّقه العمل .

ایمان تمنا اور ظاہری آرائش کا نام نہیں، بلکہ وہ تو دل کی گہرائیوں میں پائی جانے والی چیز ہے، جس کی تصدیق عمل کرے۔ (بخاری)

امام شافعی رحمہ اللہ کا قول ہے، الايمان قول و عمل ويزيد وينقص . ایمان قول و عمل کا نام ہے، جس میں زیادتی و کمی ہوتی رہتی ہے۔

سلف صالحین کا قول ہے، الایمان هو اعتقاد بالقلب ونطق باللسان ، وعمل بالأركان.

دل سے تصدیق، زبان سے اقرار کرنا، اعضاء وجوارح سے عمل کرنے کا نام ایمان ہے۔

امام بخاری رحمہ اللہ نے یہ باب باندھا ہے۔

''باب تفاضل أهل الایمان فی الأعمال '' اہل ایمان کا اعمال کے سلسلے میں ایک دوسرے سے بڑھ کر ہونا۔

عقیدہ مقدم ہے یا حاکمیت؟

عالم اسلام کے بہت بڑے مبلغ، شیخ محمد قطب نے دارالحدیث مکہ مکرمہ میں ہونے والی اپنی تقریر میں اس سوال کا جواب دیا ہے۔

سوال یہ ہے:

س۴: بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلام کا بول بالا حاکمیت کے ذریعہ ہوسکتا ہے بعض دوسرے لوگوں کا کہنا ہے کہ اسلام کی سربلندی اجتماعی تربیت اور عقیدے کی تصحیح کے ذریعہ ہوسکتی ہے، ان دونوں میں کس کا پلہ بھاری ہے۔

ج۴:- اگر مبلغین عقیدے کی تصحیح نہ کریں، صحیح ایمان نہ رکھیں، دینی آزمائش پر صبر نہ کریں، فی سبیل اللہ جہاد نہ کریں، تو روئے زمین میں دین کی حاکمیت کہاں سے پائی جائے گی؟ یہ ایک واضح سی بات ہے، ہر چیز تو منجانب اللہ ہوتی ہے، مگر حاکمیت آسمان سے نہیں ٹپک پڑے گی، بلکہ انسان پر منجانب اللہ واجب کردہ کوشش ضروری ہے۔

فرمان الٰہی:- ذٰلِکَ وَلَوْ یَشَآءُ اللّٰہُ لَانْتَصَرَ مِنْهُمْ وَلٰکِنْ لِّیَبْلُوَا بَعْضَکُم بِبَعْضٍ .

اللہ چاہتا تو خود ہی ان لوگوں سے نمٹ لیتا، مگر (یہ طریقہ اس نے اس لیے اختیار کیا ہے) تاکہ تم لوگوں کو ایک دوسرے سے آزمائے۔ ضروری ہے کہ ہم جدید نسل کو صحیح عقیدے کی تربیت دیں، تاکہ یہ نسل آزمائش کے وقت اسی طرح صبر کرے جیسا کہ پہلی نسل نے کیا ہے۔ (سورۃ محمد:۴)

اِسلام میں دوستی ودشمنی

س۵:- ولاء وبراء کسے کہتے ہیں؟

ج۵:- اللہ اور اس کے رسول، صحابہ کرام اور موحد مومنوں کی محبت ونصرت کو ولاء کہتے ہیں۔

کفار، مشرکین اور غیر اللہ سے شفاء، روزی اور ہدایت طلب کرنے والے بدعتیوں کے بغض کو براء کہتے ہیں۔

شرعی موجباتِ کفر کو ترک کرنے والے ہر موحد مومن کی محبت ونصرت اور دوستی واجب ہے، نیز اس کے برعکس لوگوں کی دشمنی اور زبان ودل سے لڑائی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرنا ضروری ہے۔

۱۔ فرمان الٰہی:- وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَالْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِیَآءُ بَعْضٍ .

مؤمن مرد اور مؤمن عورتیں ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (التوبۃ:۷)

۲۔ حدیث نبوی:- أوثق عرى الاِسلام الحبّ فی اللہ والبغض فی اللہ . (حسنه الالبانی)

اسلام کا سب سے مضبوط ربط رضائے الٰہی کے لیے محبت کرنا اور دشمنی کرنا ہے۔

۳۔ حدیث نبوی:- من أحب لله وأبغض لِلّٰه وأعطی لله ومنع لله فقد استکمل الایمان. (صحیح ابوداؤد وغیرہ)

جس نے رضائے الٰہی کے لیے، محبت کی، دشمنی کی، دیا، دینے سے انکار کیا اس نے ایمان کی تکمیل کر لی۔

۴۔ حدیث نبوی:- اِن عباداللہ لأناسًا ماھم بأنبیاء ولا شھداء یغبطھم الأنبیاء والشھداء یوم القیامة بمکانتھم من اللہ تعالیٰ قالوا : یا رسول اللہ تُخبرنا من ھم ؟ قال : ”ھم قوم تحابوا بروح اللہ علی غیر أرحام بینھم ، ولا أموال یتعاطونھا ، فواللہ اِن وجوھھم لَنور واِنھم لعلی نور ، لایخافون اِذا خاف الناس ولا یحزنون اِذا حزن الناس وقرأ ھذہ الآیة (ألا اِن أولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون). (ابوداؤد و حسن عند صاحب جامع الأصول)

اللہ کے کچھ ایسے بندے ہیں جو نہ نبی ہیں نہ شہید، لیکن قیامت کے دن انبیاء وشہداء اللہ کے نزدیک اُن کے مقام ومرتبے پر رشک کریں گے، لوگوں نے کہا، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم وہ کون لوگ ہوں گے، آپ نے فرمایا وہ ایسے لوگ ہیں جو بغیر مادی لالچ ورشتہ داری کے الٰہی روح یعنی قرآنی تعلیم کے مطابق باہمی محبت کرتے ہیں واللہ ان کے چہرے منور ہوں گے، وہ خود روشنی میں ہوں گے، جب لوگ غمگین وہراساں ہوں گے انہیں کوئی خوف وغم نہ ہوگا، اور آپ نے اس آیت کریمہ کی تلاوت کی ”ألا اِن أولیاء اللہ لا خوف علیھم ولا ھم یحزنون ” سنو جو اللہ کے دوست ہیں ان کے لیے کسی خوف ورنج کا موقع نہیں ہے۔

۵۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا، رضائے الٰہی کے لیے محبت وبغض دوستی ودشمنی کے ذریعہ اللہ کی دوستی مل سکتی ہے، بغیر اس کے کوئی بندہ لذّت ایمان سے آشنا نہیں ہو سکتا، چاہے وہ کتنا ہی نمازی وروزہ دار ہو، لوگوں کی عام بھائی چارگی دنیوی مقصد کے لیے ہوتی ہے، جبکہ انہیں اس سے کوئی فائدہ نہیں پہنچ سکتا۔

٦۔ اللہ سے مدد طلب کرنے والے موحد مومنوں کو اگرچہ لوگ بُرے القاب سے پکاریں، ان سے محبت کرتے رہو، جو شخص غیر اللہ کو پکارے، اللہ کے عرش پر ہونے کا انکار کرے، ایسے بدعتی سے دور رہا کرو۔

اللہ کے دوست، شیطان کے دوست

س۱:- اللہ کے دوست کون ہیں؟

ج۱:- اللہ کے دوست کتاب وسنت پر عمل کرنے والے پرہیزگار مومن ہیں۔

فرمان الٰہی:- أَلَآ اِنَّ أَولِيَآ اللهِ لَاخَوفٌ عَلَيهِم وَلا هُم يَحزَنُونَ ، الَّذِينَ ءَ امَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ .

سنو جو لوگ اللہ کے دوست ہیں، جو ایمان لائے اور جنہوں نے تقویٰ کا رویہ اختیار کیا ان کے لیے کسی خوف اور رنج کا موقع نہیں ہے۔ (سورۃ یونس:۶۲)

حدیث نبوی:- اِنما وَلِيِّيَ الله وصالح المؤمنين . (بخاری ومسلم)

اللہ تعالیٰ اور نیک مومنین میرے دوست ہیں۔

س۲:- شیطان کے دوست کون ہیں؟

ج۲:- جو اللہ تعالیٰ کی مخالفت کرتے ہیں، کتاب وسنت کو نہیں مانتے، بدعات وخواہشات کے پجاری ہیں، غیر اللہ کو پکارتے اور اللہ کے عرش پر ہونے کا انکار کرتے ہیں، لوہے کی چیزوں سے اپنے آپ کو مارتے ہیں، آگ کھا جاتے ہیں، نیز مجوسی وشیطانی اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں

فرمان الٰہی:- وَمَن يَعشُ عَن ذِكرِ الرَّحمٰنِ نُقَيِّض لَهُ شَيطٰنًا فَهُوَ لَهُ قَرِينٌ ، وَاِنَّهُم لَيَصُدُّونَهُم عَنِ السَّبِيلِ وَيَحسَبُونَ أَنَّهُم مُهتَدُونَ .

جو شخص رحمان کے ذکر سے تغافل برتتا ہے، ہم اس پر ایک شیطان مسلط کر دیتے ہیں اور وہ اس کا رفیق بن جاتا ہے، یہ شیاطین ایسے لوگوں کو راہ راست پر آنے سے روکتے ہیں، اور وہ اپنی جگہ یہ سمجھتے ہیں کہ ہم ٹھیک جا رہے ہیں۔

س۳:- کیا حق وباطل کے مابین کوئی راستہ ہے جس کے لوگ طالب ہیں؟

ج۳:- حق وباطل کے مابین کوئی راستہ نہیں جسے لوگ اختیار کریں، اللہ تعالیٰ نے حق کے علاوہ چیزوں کو باطل وگمراہی قرار دیا ہے، اس لیے حق کے علاوہ کوئی نیک راہ نہیں۔

فرمان الٰہی:- فَمَا ذَا بَعدَ الحَقِّ اِلَّا الضَّلٰل .

پھر حق کے بعد گمراہی کے سوا اور کیا باقی رہ گیا؟ (سورۃ یونس:۳۲)

شرکِ اکبر اور اس کی قسمیں

س۱:- شرک اکبر کسے کہتے ہیں؟

ج۱:- غیر اللہ کے لیے کسی طرح کی عبادت کرنا شرک اکبر کہلاتا ہے جیسے پکار، ذبیحہ وغیرہ۔

فرمانِ الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِيْنَ .

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا (یعنی مشرکین میں سے ہوگا) جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال ہوا کہ سب سے بڑا گناہ کیا ہے آپ نے فرمایا ''أن تدعو لِلّٰهِ نِدًّا وهو خلقك'' کہ تم اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراؤ جبکہ اس نے تمہیں پیدا کیا ہے۔

س۲:- اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ کیا ہے؟

ج۲:- اللہ کے نزدیک سب سے بڑا گناہ شرک اکبر ہے دلیل.........

فرمانِ الٰہی:- يَا بُنَيَّ لَا تُشْرِكْ بِاللهِ إِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيمٌ .

بیٹا، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرنا، حق یہ ہے کہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

حدیث نبوی:- أكبر الكبائر : الإشراك بالله وعقوق الوالدين وشهادة الزور . (بخاری)

اللہ کے ساتھ شرک، والدین کی نافرمانی، جھوٹی گواہی سب سے بڑے گناہ ہیں۔

س۳:- کیا اس امت میں شرک موجود ہے؟

ج۳:- ہاں موجود ہے:

فرمانِ الٰہی:- وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللهِ إِلَّا وَهُمْ مُشْرِكُونَ .

ان میں سے اکثر اللہ کو مانتے ہیں مگر اس طرح کہ اس کے ساتھ دوسروں کو شریک ٹھہراتے ہیں۔ (یوسف:۱۰۶)

حدیث نبوی:- لا تقوم الساعة حتى تلحق قبائل من أمتي بالمشركين و حتىٰ تعبد الأصنام . (صحيح ترمذی)

جب تک میری امت کے بعض گروہ مشرکین کے ساتھ نہیں ہو جائینگے بتوں کی پوجا نہیں ہوگی، قیامت نہیں آئے گی۔

س۴:- مردہ یا زندہ غیر موجود کو پکارنے کی کیا حقیقت ہے؟

ج۴:- انہیں پکارنا شرک اکبر ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُونِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَإِنْ فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِنَ الظَّالِمِيْنَ .

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکارو جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔ (یعنی مشرکین میں سے ہوگا) (سورۃ یونس:۱۰۶)

فرمانِ نبوی:- من مات وهو يدعو من دون الله نداً دخل النار . (بخاری)

جسے غیر اللہ کو پکارتے ہوئے موت آئی وہ جہنمی ہوگا۔

س۵:- کیا پکار عبادت ہے؟

ج۵:- ہاں پکار عبادت ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَقَالَ رَبُّكُمُ ادعُونِي اَستَجِبْ لَكُمْ اِنَّ الَّذِينَ يَستَكبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ .

تمہارا رب کہتا ہے مجھے پکارو، میں تمہاری دعائیں قبول کروں گا جو گھمنڈ میں آ کر میری عبادت سے منہ موڑتے ہیں ضرور وہ ذلیل وخوار ہو کر جہنم میں داخل ہوں گے، (عبادت سے مراد پکار ہے)

حدیث نبوی:- اَلدَّعَاءُ هُوَالعِبَادَة . (ترمذی نے اسے حسن صحیح کہا)

پکارنا ہی عبادت ہے۔

س۶:- کیا مردے پکار کو سنتے ہیں؟

ج۶:- نہیں سنتے۔

۱۔فرمانِ الٰہی: وَمَا أَنتَ بِمُسمِعٍ مَنْ فِي القُبُور .

(اے نبی) تم ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔ (سورۃ فاطر:۲۲)

۲۔فرمانِ الٰہی:اِنَّمَا يَستَجِيبُ الَّذِينَ يَسمَعُونَ وَالمَوتىٰ يَبعَثُهُمُ اللهُ ثُمَّ اِلَيهِ يُرجَعُونَ .

دعوت حق پر لبیک وہی لوگ کہتے ہیں جو سننے والے ہیں، رہے مردے تو انہیں تو اللہ بس قبروں ہی سے اٹھائے گا۔اور پھر وہ اس کی عدالت میں پیش ہونے کے لیے واپس لائے جائیں گے۔(مردوں سے مراد کفار ہیں۔وہ مردہ دل ہیں، اس لیے انہیں مُردوں سے تشبیہ دی گئی ہے)۔

۳۔حدیث نبوی:اِن الله ملائكةً سيّاحين فی الأرض يبلّغونی عن اُمتی السلام .

اللہ کے روئے زمین میں گھومنے پھرنے والے فرشتے مجھے میری امت کا سلام پہونچا دیتے ہیں۔جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنا سلام نہیں سن سکتے اِلّا یہ کہ فرشتے پہونچائیں تو دوسرے بدرجہ اولیٰ نہیں سکتے۔(حاکم نے اسے صحیح کہا اور ذہبی نے موافقت کی ہے)

۴۔حدیث نبوی:وعن ابن عمر رضی الله عنهما قال : وقف النبی ﷺ علی قليب بدر (مكان قتلی المشركين)فقال : هل وجدتم ما وعد ربكم حقا ؟ ثم قال اِنهم الآن يسمعون ما أقول ، فذكر لعائشة فقالت : اِنما قال النبی ﷺ : اِنهم الان ليعلمون أن ما كنت أقول لهم هو الحق ، ثم قرأت (انک لا تسمع الموتیٰ).

عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے قلیب بدر (مقتول مشرکین کی جگہ) کے پاس کھڑے ہو کر فرمایا "کیا تم اپنے رب کا وعدہ سچا پایا"؟ پھر فرمایا "یہ اس وقت میری باتیں سن رہے ہیں، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے اس کا تذکرہ ہوا تو انہوں نے فرمایا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس طرح فرمایا ہے۔وہ اس وقت جانتے ہیں کہ میری باتیں ہی سچی تھیں، پھر اس آیت کو پڑھا انک لا تسمع الموتی. آپ مُردوں کا نہیں سنا سکتے (سورۃ نحل:۸۰)۔

اس کے ہم معنیٰ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کے راوی قتادہ فرماتے ہیں اللہ تعالیٰ نے زندہ کر کے انہیں ازراہ توبیخ وتحقیر، انتقام وحسرت اور ندامت آپ کی بات سنا دی۔

حدیث سے مستنبط مسائل

۱۔ مقتول مشرکین کی سماعت وقتی تھی، دلیل نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ قول ''انھم الآن یسمعون '' کہ وہ اس وقت سن رہے ہیں اس کا مطلب یہ کہ اس کے بعد نہیں سنیں گے۔ جیسا کہ راوی حدیث قتادہ کا قول ہے ''أحیاھم اللہ حتی أسمعھم قولہ توبیخا وتصغیراً ونقمۃً وحسرۃ وندامۃ '' اللہ تعالیٰ نے انہیں زندہ کر کے ازراہ توبیخ وتحقیر، انتقام وحسرت اور ندامت آپ کی بات سنادی۔

۲۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ابن عمر رضی اللہ عنہ کی روایت کا آیت ''انک لا تسمع الموتی '' سے استدلال کر کے انکار کرنا کہ آپ نے ''یَسْمَعُونَ'' کے بجائے ''اِنھم الآن لیعلمون'' کہا ہے۔

۳۔ حضرت عائشہ اور ابن عمر رضی اللہ عنہم کی روایتوں کے مابین اس طرح تطبیق دی جاسکتی ہے کہ مردوں کا نہ سننا اصل ہے جیسا کہ قرآن نے اس کی صراحت کی ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک معجزے کے طور پر مقتول مشرکین کو زندہ کر دیا اور وہ سن لیے، جیسا کہ راوی حدیث قتادہ نے خود اس کی تصریح کر دی ہے واللہ اعلم۔

شرک اکبر کی قسمیں

س۱:- کیا ہم مردہ یا زندہ غیر موجود سے فریاد کر سکتے ہیں؟

ج۱:- نہیں، بلکہ ہم فریاد تو اللہ ہی کر سکتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِيْنَ يَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللهِ لا يَخْلُقُونَ شَيئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ وَمَا يَشْعُرُوْنَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ.

اور دوسری ہستیاں جنہیں اللہ کو چھوڑ کر لوگ پکارتے ہیں وہ کسی چیز کی بھی خالق نہیں ہیں، بلکہ خود مخلوق ہیں، مردہ ہیں نہ کہ زندہ، اور انہیں کچھ معلوم نہیں کہ انہیں کب اٹھایا جائے گا۔ (نحل:۲۰)

۲۔فرمان الٰہی:- اِذْ تَسْتَغِيْثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ.

جب کہ تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے تو اس نے تمہاری فریاد کو قبول فرمایا۔

۳۔حدیث نبوی:- يا حي يا قيوم برحمتک أستغيث . (ترمذی حسن)

اے زندہ و جاوید اور کائنات کو سنبھالنے والے میں تیری رحمت کی فریاد کرتا ہوں۔

س۲:- کیا ہم زندوں سے فریاد کر سکتے ہیں؟

ج۲:- ہاں، ان کے حسب استطاعت تعاون طلب کر سکتے ہیں، موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں:

فرمان الٰہی:- فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِى مِنْ شِيعَتِهِ عَلَى الَّذِى مِنْ عَدُوِّهِ فَوَكَزَهُ مُوسَىٰ فَقَضَىٰ عَلَيهِ .

اس کی قوم کے آدمی نے دشمن قوم والے کے خلاف اسے مدد کے لیے پکارا موسیٰ علیہ السلام نے اس کو ایک گھونسا مارا، اور اس کا کام تمام کر دیا۔ (سورۃ القصص:۱۵)

س۳:- کیا غیر اللہ سے مدد طلب کر سکتے ہیں؟

ج۳:- جن کاموں پر صرف اللہ تعالیٰ قادر ہو ان میں غیر اللہ سے مدد طلب کرنا جائز نہیں۔

فرمان الٰہی:- اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَاِيَّاکَ نَسْتَعِينُ .

ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔ (سورۃ فاتحہ:۴)

حدیث نبوی:- اذا سألت فاسأل الله و اذا استعنت فاستعن بالله حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کو آپ نے فرمایا تھا۔ جب سوال کرنا ہو تو اللہ سے کرو اور مدد مانگنا ہو تو اللہ سے مانگو۔ (ترمذی حسن صحیح)

س۴:- کیا ہم زندوں سے مدد مانگ سکتے ہیں؟

ج۴:- ہاں، ان کی حسب استطاعت قرض یا مدد مانگ سکتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وتعاونوا على البر والتقوىٰ .

اور جو کام نیکی اور اللہ سے ڈرنے کے ہیں ان میں سب سے تعاون کرو۔ (سورۃ مائدہ:۳)

حدیث نبوی:- والله في عون العبد ما كان العبد في عون أخيه.

جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا رہتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے لیکن شفاء، روزی اور ہدایت وغیرہ جیسی چیزیں صرف اللہ سے مانگی جاسکتی ہیں، اس لیے کہ مُردوں کو کون کہے، زندے بھی اس سے عاجز ہیں،　　　(مسلم)

فرمان الٰہی:-　اَلَّذِی خَلَقَنِی فَهُوَ يَهْدِيْنِ ، وَالَّذِی هُوَ يُطْعِمُنِی وَيَسْقِيْنِ ، وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ .　(الشعراء)

جس نے مجھے پیدا کیا وہی میری رہنمائی فرماتا ہے، جو مجھے کھلاتا اور پلاتا ہے اور جب بیمار ہوجاتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے۔

س۵:-　کیا غیر اللہ کیلئے نذر ماننا درست ہے؟

ج:-　نذر صرف اللہ کے لیے مانی جاسکتی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے عمران کی بیوی کے قول کو نقل کیا ہے:

رَبِّ اِنِّی نَذَرْتُ لَکَ مَا فِی بَطْنِی مُحَرَّرًا .

میرے پروردگار میں اس بچے کو جو میرے پیٹ میں ہے تیری نذر کرتی ہوں۔　　　(آل عمران:۳۵)

حدیث نبوی:-　من نذر أن يطيع الله فليطعه ومن نذر أن يعصيه فلا يعصه .　　　(بخاری)

جس نے اللہ کا کہا ماننے کی نذر مانی اسے چاہئے کہ پورا کرے اور جس نے اللہ کی نافرمانی کی نذر مانی تو اس کی نافرمانی نہ کرے۔

س۶:-　کیا غیر اللہ کے لیے ذبیحہ درست ہے؟

ج:-　ہرگز نہیں، دلیل............

فرمان الٰہی:-　فَصَلِّ لِرَبِّکَ وَانْحَرْ .　(سورۃ کوثر:۲)

پس اپنے رب ہی کے لیے نماز پڑھو اور قربانی کرو۔

حدیث نبوی:-　لعن الله من ذبح لغير الله .　　　(مسلم)

جس نے غیر اللہ کے لیے ذبح کیا اس پر اللہ کی لعنت ہو۔ نیز قبروں اور مزاروں کے پاس بھی ذبیحہ درست نہیں اگر چہ اللہ کے نام پر ہو، اس لیے یہ مشرکین کا عمل ہے۔

حدیث نبوی:-　من تشبه بقوم فهو منهم .　　　(صحیح ابوداؤد)

جس شخص نے (دینی امور میں) کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ اسی میں سے ہے۔

س۷:-　کیا تقرب کے حصول کے لیے قبروں کا طواف کرنا درست ہے؟

ج۷:-　ہرگز نہیں، طواف تو صرف بیت اللہ کا کرنا چاہئے۔

فرمان الٰہی:-　وَلْيَطَّوَّفُوا بِالْبَيْتِ الْعَتِيْقِ .

اور چاہیے کہ اس قدیم گھر کا طواف کریں۔　　(سورۃ الحج:۲۹)

حدیث نبوی:-　من طاف بالبيت سبعًا و صلّى ركعتين كان كعتق رقبة .

بیت اللہ کے سات چکر اور دو رکعت پڑھنے کا اتنا ثواب ہے گویا گردن کو آزاد کردیا ہو۔　　　(صحیح ابن ماجہ)

س۸:- جادو کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج۸:-　جادو گناہ کبیرہ ہے، بسا اوقات کفر بھی۔

فرمان الٰہی:-　وَلَكِنَّ الشَّيَاطِيْنَ كَفَرُوا يُعَلِّمُوْنَ النَّاسَ السِّحْرَ .

اور لیکن کفر کے مرتکب تو وہ شیاطین تھے جو لوگوں کو جادوگری کی تعلیم دیتے تھے۔ (سورۃ بقرۃ:۱۰۲)

حدیث نبوی:- اجتنبوا السبع الموبقات ، الشرک باللہ والسحر . (مسلم)

سات ہلاکت آفریں چیزوں سے بچو، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا بسا اوقات جادوگر مشرک یا کافر یا فسادی ہوتا ہے، اور اچانک قتل نظر بندی، دین میں فتنہ انگیزی، فسادی کی مدد، جرائم کی ستر پوشی شوہر و بیوی میں جدائی، زندگی اور عقل کو ختم کر دینے والے اعمال ایسے جرائم کے مرتکب ہونے کے باعث جرم کے مطابق قصاصاً قتل یا مقررہ حد یا سزا کا مستحق ہوگا۔

س۹:- علم غیب سے متعلق دست شناس اور کاہن کی بات مانی جاسکتی ہے یا نہیں؟

ج۹:- ہمیں اس کی باتوں پر یقین نہیں کرنا چاہیے۔

فرمان الٰہی:- قُلْ لَا یَعْلَمُ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ .

کہہ دیجئے: اللہ کے سوا آسمانوں اور زمینوں میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ (نمل:۶۵)

حدیث نبوی:- من أتٰی عرّافا أو کاھناً فصدَّقه بما یقولُ فقد کفر بما أُنزِلَ علیٰ محمد .(مسند امام احمد صحیح)

جو دست شناس یا کاہن کے پاس آیا اور ان کی باتوں پر یقین کیا، اس نے گویا نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل شدہ شریعت کا انکار کیا۔

س۱۰:- کیا کوئی غیب کی باتیں جانتا ہے؟

ج۱۰:- اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو بھی علم غیب حاصل نہیں۔

فرمان الٰہی:- وَعِنْدَهٗ مَفَاتِحُ الْغَیْبِ لَا یَعْلَمُهَا اِلَّا هُوَ .

اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں، جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (انعام:۵۹)

حدیث نبوی:- لا یعلم الغیب الا اللہ . (طبرانی)

اللہ کے سوا کسی کو بھی علم غیب نہیں۔

س۱۱:- اسلام مخالف قوانین پر عمل کرنا کیسا ہے؟

ج۱۱:- اسلام کے مخالف قوانین پر، انہیں جائز سمجھتے ہوئے، یا اسلام کی عدم صلاحیت اور ان کی صلاحیت کا اعتقاد رکھتے ہوئے عمل کرنا کفر ہے

فرمان الٰہی:- وَمَنْ لَّمْ یَحْکُمْ بِمَا اَنْزَلَ اللّٰہُ فَاُولٰٓئِکَ هُمُ الْکَافِرُوْنَ .

جو لوگ اللہ کے کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں۔ (سورۃ مائدہ:۴۴)

حدیث نبوی:- وما لم تحکم أئمتھم بکتاب اللہ ویتخیّرُوا مما انزل اللہ الا جعل اللہ بأسھم بینھم . (ابن ماجہ وغیرہ)

جب تک فرمانروائے وقت قرآن کی روشنی میں فیصلہ نہیں کریں گے اللہ کی نازل کردہ شریعت کو نہیں اپنائیں گے، منجانب اللہ آپس میں لڑتے رہیں گے۔ (صحیح ابن ماجہ)

س۱۲:- الحاد کسے کہتے ہیں اور ملحد کا کیا حکم ہے؟

ج۱۲:- مختلف اعتقادات وتاویلات کے ذریعہ راہ حق سے انحراف کرنا الحاد کہلاتا ہے، باطل تاویل اور شکوک کا اظہار کرتے ہوئے اللہ کے سیدھے راستے سے انحراف اور اس کے حکم کی مخالفت کرنیوالا ملحد کہلاتا ہے۔ ہر وہ شخص ملحد ہوگا جو رب کا انکار کرے یا دوسرے کو اس کے برابر سمجھ کر معبود بنائے، اس کی عبادت کرے، اسے پکارے، اس سے محبت اور اس کی تعظیم کرے، شریعت الٰہیہ کے مخالف اس کے قوانین اور اصول

ومبادی کو قبول کرے، جو آیات واحادیث کی من مانی اور اپنی عقل کے مطابق تاویل کرے تو وہ اسماء وصفات، آیات واحادیث میں الحاد کا مرتکب ہوا۔

فرمانِ الٰہی:- وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوهُ بِهَا ، وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ ، سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُوْنَ.

اللہ تعالیٰ اچھے ناموں کا مستحق ہے، اس کو اچھے ہی ناموں سے پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے نام رکھنے میں راستی سے منحرف ہو جاتے ہیں۔ جو کچھ وہ کرتے ہیں اس کا بدلہ پا کر رہیں گے۔

قتادہ کا قول ہے: يلحدون يشركون في اسمائه . یعنی اسماء سے متعلق شرک کا ارتکاب کرتے ہیں۔ ابن عباس رضی اللہ عنہ کے نزدیک الحاد کا معنی جھٹلانا ہے۔

فرمانِ الٰہی:- اِنَّ الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِي اٰيَاتِنَا لَا يَخْفَوْنَ عَلَيْنَا .

جو لوگ ہماری آیات کو الٹے معنی پہناتے ہیں وہ ہم سے کچھ چھپے ہوئے نہیں ہیں۔ (فصلت: ۴۰)

ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے: وضع الكلام على غيره موضعه ، یعنی بات کو الٹ دینا الحاد ہے۔

قتادہ وغیرہ کا قول ہے: هو الكفر و العناد ، یعنی الحاد کفر اور دشمنی کو کہتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر: ۱۰۲/۴)

اسی طرح جس کا عقیدہ یہ رہا کہ شریعت اسلامیہ ایسے قطعی العمل یقین کا فائدہ نہیں دیتی جو عقل سے میل کھائے وہ بھی ملحد ہوگا، اس لیے کہ وہ اپنی فاسد عقل کو دین اسلامی کا ہمسر ٹھہراتا ہے، ملحد کا حکم الحاد کے مطابق بدلتا رہتا ہے۔

۱۔ وہ ملحد کافر ہوگا، جو رب کے وجود یا اس کے ثابت شدہ کسی اسم وصفت کا انکار کرتا ہو۔

۲۔ وہ ملحد اعمال کو تباہ کرنے والے شرک کا مرتکب ہوگا، جو غیر اللہ کو پکارتا ہو اور مُردوں سے مدد طلب کرتا ہو۔

۳۔ وہ ملحد سراسر گمراہ ہوگا، جو کتاب وسنت صحیحہ میں ثابت شدہ اسماء وصفات کی تاویل کرتا ہو۔

اللهم نعوذبک من الالحاد بجميع أنواعه یعنی اے اللہ ہم الحاد کی تمام قسموں سے تیری پناہ چاہتے ہیں۔ (شیخ دوسری کی کتاب "الاجوبۃ المفیدۃ" سے بتصرف منقول)

س ۱۳:- اللہ کو کس نے پیدا کیا؟

ج ۱۳:- جب شیطان کسی کے دل میں اس سوال کا وسوسہ پیدا کرے تو اسے اللہ کی پناہ مانگنی چاہیے۔

فرمانِ الٰہی:- وَاِمَّا يَنْزَغَنَّكَ مِنَ الشَّيْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ اِنَّهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ .

اگر تم شیطان کی طرف سے کوئی اکساہٹ محسوس کرو تو اللہ کی پناہ مانگ لو وہ سب کچھ سنتا اور جانتا ہے۔ (سورۃ فصلت: ۳۶)

حدیث نبوی:- وعلمنا الرسول صلى الله عليه وسلم أن نرد كيد الشيطان ونقل اٰمنت بالله ورسله الله احد ، الله الصمد ، لم يلد ولم يولد ولم يكن له كفواً احد ، ثم ليتفل عن يساره ثلاثا وليستعذ من الشيطان ولينته فإن ذٰلک يذهب عنه. (هٰذه خلاصة الأحاديث الواردةن في البخاري ومسلم وأحمد وأبي داؤد)

میں اللہ اور اس کے رسولوں پر ایمان لایا، اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے، اور نہ وہ کسی کی اولاد، اور اس کا کوئی ہمسر نہیں، پھر وہ اپنے بائیں طرف تین بار تھوکے، اور شیطان سے پناہ طلب کر کے رُک جائے تو شیطان کی چال ناکام ہو جائے گی۔

(یہ صحیح بخاری ومسلم، مسند احمد، سنن ابی داؤد میں وارد صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے)

یہ کہنا کہ اللہ خالق ہے مخلوق نہیں، واجب وضروری ہے، بآسانی سمجھنے کے لیے مثال کے طور پر ہم کہیں گے،
یہ عدد دو ہے، اس سے پہلے ایک ہے، ایک سے پہلے کچھ نہیں، اس طرح اللہ ایک ہے اس سے پہلے کچھ نہیں۔

حدیث نبوی:- اللهم أنت الاول فلا شئي قبلک. (مسلم)

اے اللہ تو ہی اول ہے تجھ سے پہلے کچھ نہیں۔

س۱۴:- ماقبل اسلام مشرکین کے کیا عقائد تھے؟

ج۱۴:- اولیاء کو تقرب اور طلب شفاعت کے لیے پکارتے تھے۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهِ اَوْلِيَاءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَا اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى .

یہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں کہ) ہم تو اُن کی عبادت صرف اسی لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں۔

فرمان الٰہی:- وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاءِ شُفَعٰٓؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ .

یہ لوگ اللہ کے سوا ان کی پرستش کررہے ہیں جو ان کو نہ نقصان پہونچا سکتے ہیں نہ نفع، اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے یہاں ہمارے سفارشی ہیں مشرکین کی طرح بعض مسلمان بھی ایسا کرتے ہیں۔

س۱۵:- خوف کسے کہتے ہیں، اس کے اقسام کیا ہیں؟

ج۱۵:- بزدلی کا نام خوف ہے، اس کی دو قسمیں ہیں۔

پہلی اعتقادی ، دوسری فطری

ا۔ اعتقادی خوف: مُردوں سے ڈرنا ہے۔ جو شرک اکبر اور شیطان کا کام ہے۔

فرمان الٰہی:- اِنَّمَا ذٰلِكُمُ الشَّيْطٰنُ يُخَوِّفُ اَوْلِيَآءَهٗ ، فَلَا تَخَافُوْهُمْ وَخَافُوْنِ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ .

اب تمہیں معلوم ہوگیا کہ وہ دراصل شیطان تھا جو اپنے دوستوں سے خوامخواہ ڈرا رہا تھا، لہٰذا آئندہ تم ان سے نہ ڈرنا، مجھ سے ڈرنا، (یعنی تم کو اپنے دوستوں سے ڈراتا اور تمہارے اندر یہ وہم پیدا کرتا ہے کہ وہ طاقت وقوت والے ہیں، جب وہ بات بنائے اور تمہیں وہم میں ڈالے تو مجھ پر بھروسہ کرکے میری طرف رجوع کرو، میں ان کے برخلاف تمہارا مددگار رہوں گا) مردوں سے خوف، مشرکین کا عمل اور عقیدہ ہے:

فرمان الٰہی:- أَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ وَيُخَوِّفُوْنَكَ بِالَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖ .

(اے نبی) کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے یہ لوگ اس کے سوا دوسروں سے تم کو ڈراتے ہیں۔ (سورۃ زمر:۳۶)

(یعنی مشرکین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے بتوں اور (مردوں) معبودوں سے دھمکاتے اور ڈراتے تھے، یہ ان کی سراسر جہالت اور گمراہی تھی)۔ (ابن کثیر)۔ جس طرح قوم ہود نے حضرت ہود علیہ السلام سے کہا تھا۔

فرمان الٰہی:- اِنْ نَّقُوْلُ اِلَّا اعْتَرٰكَ بَعْضُ اٰلِهَتِنَا بِسُوْٓءٍ . (ہود:۵۴)

ہم تو یہ سمجھتے ہیں کہ تیرے اوپر ہمارے معبودوں میں سے کسی کی مار پڑ گئی ہے۔ (یعنی ہم یہ سمجھتے ہیں کہ ہمارے بعض معبودوں نے تمہیں صرف اس وجہ سے مجنون اور پاگل بنا دیا ہے کہ تم ان کی برائی بیان کرتے اور ان کی عبادت سے روکتے ہو تو ہود علیہ السلام نے انہیں

جواب دیا۔

فرمان الٰہی:- قَالَ اِنِّی اُشْهِدُ اللهَ وَاشْهَدُوا اَنِّی بَرِیْءٌ مِّمَّا تُشْرِكُونَ مِنْ دُونِهٖ فَكِیْدُونِی جَمِیْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنَ . (ھود)

ہود نے کہا: ''میں اللہ کی شہادت پیش کرتا ہوں، اور تم لوگ گواہ رہو کہ یہ جو اللہ کے سوا دوسروں کو تم نے اللہ کا شریک ٹھہرا رکھا ہے اس سے بیزار ہوں تم سب کے سب مل کر میرے خلاف اپنی کرنی میں کوئی کسر نہ اٹھا رکھو اور مجھے ذرا مہلت نہ دو۔ یہ اس بات کی دلیل ہے کہ مُردوں سے خوف کھانا شرک ہے اس میں ملوث ہو کر بعض مسلمان مردوں سے ڈرنے لگے ہیں، حالانکہ وہ اپنی ہی پریشانی دور کرنے سے عاجز ہیں۔ دوسروں کو تکلیف دینے کی بات ہی اور ہے، مردہ اگر جلنے لگے تو بھاگ نہیں سکتا بلکہ پوری طرح جل جاتا ہے۔ (ابن کثیر)

۲۔ فطری خوف: انسان کا ظالم یا وحشی جانور وغیرہ سے ڈرنا ہے، یہ شرک نہیں۔

فرمان الٰہی:- فَاَوْجَسَ فِی نَفْسِهٖ خِیْفَةً مُّوسَىٰ .

اور موسیٰ علیہ السلام اپنے دل میں ڈر گئے۔ (سورۂ طٰہٰ:٦٧)

فرمان الٰہی:- وَلَهُمْ عَلَیَّ ذَنْبٌ فَاَخَافُ اَنْ یَّقْتُلُوْنِ .

اور مجھ پر ان کے ہاں ایک جرم کا الزام بھی ہے اس لیے میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھے قتل کر دیں گے۔ (شعراء:۱۴)

اللہ کے ساتھ شرک کی نفی

س ۱:- ہم اللہ کے ساتھ شرک کی نفی کس طرح کریں؟

ج ۱:- درج ذیل چیزوں کی نفی سے ہی اللہ کے ساتھ شرک کی نفی ہو سکتی ہے:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے افعال میں شرک کی نفی، یعنی اس اعتقاد کی نفی کہ بعض قطب واولیاء کائنات کے نظم ونسق کو چلارہے ہیں۔

فرمان الٰہی:- وَمَنْ يُدَبِّرُ الْأَمْرَ فَسَيَقُولُونَ اللهُ .

اورکون اس نظمِ عالَم کی تدبیر کررہا ہے وہ ضرور کہیں گے کہ اللہ۔ (سورۃ یونس:۳۱)

۲۔ عبادت سے متعلق شرک کی نفی، جیسے کہ انبیاء واولیاء کو پکارنے کی نفی۔

فرمان الٰہی:- قُلْ اِنَّمَا أَدْعُوا رَبِّي وَلَا أُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا . (جن:۲۰)

(اے نبی) کہو کہ میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔

حدیث نبوی:- الدعاء هوا العبادة . پکارنا ہی عبادت ہے۔ (ترمذی)

۳۔ صفات الٰہیہ میں شرک کی نفی، مثلاً اس اعتقاد کی نفی کہ انبیاء واولیاء غیب جانتے ہیں۔

فرمان الٰہی:- قُلْ لَا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللهُ .

ان سے کہو، اللہ کے سوا آسمانوں اور زمینوں میں کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔ (نمل:۶۵)

حدیث نبوی:- لا يعلم الغيب اِلا الله . (طبرانی حدیث حسن)

اللہ کے سوا کوئی غیب کا علم نہیں رکھتا۔

۴۔ تشبیہ سے متعلق شرک کی نفی، یعنی اس بات کی نفی، کہ اللہ کی پکار کے وقت واسطہ ضروری ہے، جس طرح بادشاہ کے پاس بغیر واسطہ کے نہیں جاسکتے، اسی طرح خالق کی مخلوق سے تشبیہ دے دی، اور یہ شرک ہے دلیل:

فرمان الٰہی:- لَيْسَ كَمِثْلِهِ شَيْئٌ .

کائنات کی کوئی چیز اس کے مشابہ نہیں۔ (سورۃ شوریٰ:۱۱)

س ۲:- زمانۂ جاہلیت کا شرک اِس وقت پایا جاتا ہے یا نہیں؟

ج:- پایا جاتا ہے۔

۱۔ پہلے کے مشرکین اللہ کے خالق ورازق ہونے کا عقیدہ رکھتے تھے، لیکن وہ اولیاء کے بت بنا کر پکارتے تھے اور انہیں تقرب الٰہی کا واسطہ سمجھتے تھے، ان کا یہ واسطہ اللہ کو پسند نہ آیا، بلکہ انہیں کافر گردانا۔

فرمان الٰہی:- وَالَّذِينَ اتَّخَذُوا مِنْ دُوْنِهٖٓ أَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللهِ زُلْفٰىٓ اِنَّ اللهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِي مَا هُمْ فِيهِ يَخْتَلِفُوْنَ اِنَّ اللهَ لَا يَهْدِي مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ .

وہ لوگ جنہوں نے اس کے سوا دوسرے سرپرست بنا رکھے ہیں (اور اپنے اس فعل کی توجیہ یہ کرتے ہیں) ہم تو ان کی عبادت صرف

اس لیے کرتے ہیں کہ وہ اللہ تک ہماری رسائی کرادیں، اللہ یقیناً ان کے درمیان ان باتوں کا فیصلہ کردے گا جن میں وہ اختلاف کررہے ہیں ، اللہ کسی ایسے شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا اور منکرِ حق ہو۔ (سورۃ زمر:۳)

اللہ تعالیٰ کے لیے کسی بھی واسطے کی ضرورت نہیں، وہ سب سے قریب اور سب کچھ سننے والا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِی عَنِّی فَاِنِّی قَرِیبٌ .

اور اے نبی، میرے بندے تم سے میرے متعلق پوچھیں تو بتادو کے میں ان سے قریب ہی ہوں۔ (بقرۃ:۱۸۶)

دورِ حاضر میں بہت سے مسلمان قبروں میں مدفون اولیاء کو قربتِ الٰہی کے لیے پکارتے ہیں، مشرکین مردہ اولیاء کے بت بنا کر پوجتے تھے، آج مسلمان مُردہ اولیاء کی قبریں بنا کر پوجتے ہیں، جبکہ قبر کا فتنہ بُت سے زیادہ خطرناک ہے۔

۲۔ پہلے کے مشرکین سختیوں میں صرف اللہ کو پکارتے تھے، آسانیوں کے وقت اس کے ساتھ شریک کرتے تھے۔

فرمان الٰہی:- فَاِذَا رَکِبُوا فِی الْفُلْکِ دَعَوُا اللّٰہَ مُخْلِصِینَ لَہُ الدِّینَ فَلَمَّا نَجّٰھُمْ اِلَی الْبَرِّ اِذَا ھُمْ یُشْرِکُونَ . (عنکبوت)

جب یہ لوگ کشتی پر سوار ہوتے ہیں، تو اپنے دین کو اللہ کے لیے خالص کرکے اس سے دعا مانگتے ہیں، پھر جب وہ انہیں بچا کر خشکی پر لے آتا ہے۔ تو یکا یک یہ شرک کرنے لگتے ہیں، بریں بناء یہ کیسے جائز ہوسکتا ہے کہ مسلمان سختی یا آسانی میں غیر اللہ کو پکاریں؟

شرک اکبر کے نقصانات

س ۱:- شرک اکبر کا کیا نقصان ہے؟

ج ۱:- شرک اکبر جہنم میں ہمیشگی کا سبب بنتا ہے،

فرمان الٰہی:- اِنَّہُ مَن یُشْرِکْ بِاللّٰہِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰہُ عَلَیْہِ الجَنَّۃَ وَمَأْوٰہُ النَّارُ وَمَا لِلظّٰلِمِینَ مِنْ أَنْصَارٍ .

جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اس پر اللہ نے جنت حرام کردی اور اس کا ٹھکانہ جہنم ہے، اور ایسے ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔

حدیث نبوی:- من مات یشرک باللہ شیئًا دخل النار . (مسلم)

جس نے حالت شرک میں وفات پائی، جہنمی ہوگا۔

س ۲:- کیا شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع بخش ہوگا؟

ج ۲:- شرک کے ہوتے ہوئے کوئی عمل نفع بخش نہیں ہوسکتا، اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء کے بارے میں فرمایا:

وَلَوْ أَشْرَکُوا لَحَبِطَ عَنْھُمْ مَا کَانُوا یَعْمَلُونَ .

اگر کہیں یہ لوگ شرک کیے ہوتے تو ان کا سب کیا کرایا غارت ہوجاتا۔ (انعام:۸۸)

حدیث قدسی: **أنا أغنی الشرکاء عن الشرک من عمل عملا أشرک معي فیه غیری ترکته وشرکه . (مسلم)**
میں شرک کرنے والوں کے شرک سے پوری طرح مستغنی ہوں، جس کسی نے کسی عمل میں میرے ساتھ کسی غیر کو شریک کیا، تو وہ جانے اور اس کا شرک۔

پھیلے ہوئے خطرناک نظریئے

س ۱:- کیا حاکمیت قوم کی، اور مال قوم کا ہے؟

ج ۱:- یہ من گھڑت الفاظ ہیں، ان کے گھڑنے والے خود اس پر عمل پیرا نہیں، بلکہ قوم کی آراء کے بالمقابل اپنی کسی بھی رائے کو نہیں بدلتے، بلکہ یہ ایسا نغمہ ہے جسے ایسی قوموں کو دھوکہ دینے کے لیے استعمال کر رہے ہیں جو اپنی پہلی حکومت سے چھٹکارا پانا چاہتی ہیں، اس طرح انہیں دوسری حکومت میں مبتلا کر دیتے ہیں جو پہلی سے زیادہ ظالم و گمراہ ہوتی ہے، صحیح بات تو یہ ہے کہ انسانی قوموں کی عزت محفوظ رہنی چاہیے، انہیں صحیح آزادی و انصاف ملنا چاہئے، انہیں جانوروں کی مانند ہانکا نہ جائے۔

اصل تو یہ ہے کہ حاکمیت صرف اس اللہ کے لیے ہے جس کی وحی کی روشنی میں قوم کی رہنمائی ضروری ہے، اور اس کی حاکمیت اس کی شریعت کے مطابق ہوگی، اس کے برعکس اس شخص کا کہنا ''حاکمیت قوم کے لیے ہے'' غلط ہے، جو قوموں کو اپنی من مانی رہنمائی کرتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ وہ مادہ مذاہب کو مانتا ہے۔ شریعت الٰہیہ کے مخالف بُت پرستی پر مبنی اصول کو برتتا ہے، مکر و فریب سے پر نعرے دے کر زبردستی ان پر اپنی بالا دستی منواتا ہے۔

اسی طرح مال اللہ کا ہے، جس کے مصارف، رفاہ عامہ کی چیزیں، مسلمانوں کے سرحدوں کی حفاظت، مشرق و مغرب میں ان کے تمام مسائل کا دفاع دعوت الیٰ اللہ کا فریضہ، بعض مسلمانوں پر ظلم و زیادتی اور افتراء پردازی کرنے والوں کے خاتمے کے لئے، نیز ضرورت مندوں کی ضرورتیں پوری کرنے کے لیے ہر طرح کی وسائل فراہم کرنا ہیں، ان مذکورہ چیزوں میں جو سب سے زیادہ ضروری ہوگی، اس میں اللہ کے مال کو صرف کیا جائے گا، انسانیت زدہ اسے لوٹ نہیں سکتے، اسے فضول خرچی اور شان و شوکت کے بے جا اظہار میں خرچ نہیں کر سکتے، فسق و فجور، اخلاق سے گرے کلبوں کی بات ہی دوسری ہے یہ کہنا ہرگز درست نہیں کہ مال قوم کا ہے۔ اس لیے اگر یہ تسلیم کر لیا جائے تو قوم کے لوگ، اپنی حکومت کی حفاظت، جاسوسی اور لوگوں کے ذہن و ضمیر خریدنے وغیرہ پر بہت سارا مال برباد کریں گے۔ (دَوسرِی کی کتاب ''الا جوبۃ المفیدۃ'' سے منقول)

س ۲:- کمیونزم کن بنیادوں پر قائم ہے؟

ج ۲:- کمیونزم کی بہت ساری بنیادیں ہیں مثلاً:

۱۔ اللہ کا، تمام ادیان، رسل، اور ان کی رسالتوں کا انکار، ان کا نعرہ ہے ''کوئی معبود نہیں، زندگی کا وجود مادے سے ہے)

۲۔ تمام فضائل اور اخلاقی قدروں کا صفایا۔

۳۔ مالداروں اور غریبوں کے مابین کینہ و دشمنی پیدا کرنا۔

۴۔ اپنے لیڈروں کو چھوڑ کر، دوسروں کی انفرادی ملکیت کا خاتمہ، اور یہ انسانی فطرت میں داخل ہے۔

س ۳:- اسلام کے خاتمے کے لیے کمیونزم کے کیا وسائل ہیں؟

ج ۳:- بہت سے وسائل ہیں، مثلاً:

۱۔ یہ کہ کمیونزم کا مبلغ دین اسلامی اور اس کے متعلق پیدا کردہ شکوک و شبہات سے واقف ہو، جس معاشرے میں کمیونزم کی تبلیغ کر رہا

ہواس کے عادات واطوار سے آگاہ ہو۔

۲۔ مسلمان عورتوں کے مابین اس ہلاکت آفریں مذہب کی تبلیغ کے لیے عورتوں کا استعمال، اس لیے کہ اسلامی معاشرے میں غیر مرد عورتوں سے نہیں مل سکتے۔

۳۔ اس مذہب کی تبلیغ کے لیے معمر لوگوں کا استعمال، اس لیے کہ وہ اپنے معاشروں میں لوگوں کے نزدیک قابل احترام ہوتے ہیں۔

۴۔ کمیونزم کی تبلیغ کے لیے ڈاکٹروں کا استعمال، اس لیے کہ وہ بیمار کی عاجزی، کمزوری اور دوا کی ضرورت سے غلط فائدہ اٹھا سکتا ہے۔

۵۔ حکومت پر قبضہ کر کے قوموں سے لڑنا، اور وہاں سے کمیونزم کا پرچار کرنا۔

س۴:- کیا کافر حکومتیں اسلام دشمنی میں متحد ہیں؟

ج۴:- یہ بات ظاہر وباہر ہے کہ تمام کافر حکومتیں (اگر چہ اسلام سے متعلق ان کے نظریے مختلف ہوں) اسلام دشمنی میں متحد ہیں، یہ الگ بات ہے کہ دشمنی کے مختلف اسلوب ہیں، چنانچہ کمیونزم اسلام دشمنی کا اظہار کرتے ہوئے چاہتا ہے اسلام اور مسلمانوں کو ملیامیٹ کر دے، عیسائیت اسلام کے لیے ہلاکت خیز نظریوں کے پیچھے چھپ کر مسلمانوں کے مابین عیسائی مشنریاں چلاتی ہیں۔ تاکہ وہ اپنے دین کو بدل ڈالیں، بالخصوص یہودیت تو تمام مذاہب اور ہر تباہ کن اور اخلاقی قدروں کو ملیامیٹ کرنے والے نظریئے کے پیچھے کام کر رہی ہے، جیسے کہ ماسونیت، عالمی صہیونیت اور بابیت ہے۔

س۵:- عیسائی مشنری کیا ہے۔ اس کے کیا خطرات ہیں، اس کا مقابلہ کیسے کیا جائے؟

ج۵:- عیسائی مشنری ایک نہایت تباہ کن تحریک ہے، جو اسلام کے خاتمے کی کوشش میں لگا ہے، ان کے بعض اصول یہ ہیں:

۱۔ اسلام میں شکوک وشبہات پیدا کرنا۔

۲۔ مسلمانوں کو نصرانیت کی رغبت دلانا۔

۳۔ ان کا یہ دعویٰ کرنا کہ عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے لڑکے ہیں۔

۴۔ تمام میدانوں میں اپنے زہریلے اثرات پھیلانا۔

۵۔ غریب وکمزور قوموں کا ناجائز استحصال کرنا۔

اس سے نمٹنے کے طریقے:

۱۔ کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھام لینا۔

۲۔ لازماً مسلمانوں کا ہم جماعت ہونا۔

۳۔ اسلامی تعلیمات سے آگاہی۔

۴۔ دین نصاریٰ کے محرف ہونے کی واقفیت۔

۵۔ مالداروں کا غریبوں کی مدد کرنا۔

س۶:- کیا اسلام میں صوفیانہ طریقے اور جماعتیں ہیں؟

ج۶: اسلام میں صوفیانہ طریقے اور جماعتیں نہیں ہیں۔

فرمانِ الٰہی:- اِنَّ هٰـذِهٖ أُمَّتُكُمۡ أُمَّـةً وَاحِدَةً وَأَنَا رَبُّكُمۡ فَاعۡبُدُونِ . (انبياء: ۹۲)

یہ تمہاری امت حقیقت میں ایک ہی امت ہے اور میں تمہارا رب ہوں پس تم میری عبادت کرو۔

فرمانِ الٰہی:- وَاعۡتَصِمُوا بِحَبۡلِ اللّٰهِ جَمِيۡعًا وَلَا تَفَرَّقُوۡا . (آل عمران: ۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوط پکڑ لو اور تفرقہ میں نہ پڑو۔

فرمانِ الٰہی:- وَلَا تَكُونُوا مِنَ الۡمُشۡرِكِيۡنَ ، مِنَ الَّذِيۡنَ فَرَّقُوا دِيۡنَهُمۡ وَكَانُوا شِيَعًا كُلُّ حِزۡبٍ بِمَا لَدَيۡهِمۡ فَرِحُوۡنَ .

ان مشرکین میں سے نہ ہو جاؤ، جنہوں نے اپنا اپنا دین الگ بنالیا، اور گروہوں میں بٹ گئے ہیں، ہر ایک گروہ کے پاس جو کچھ ہے وہ اسی میں مگن ہے۔ (روم: ۳۱-۳۲)

حدیث نبوی:- عن ابن مسعود قال : خطَّ لنا رسول الله صلى الله عليه وسلم خطاً بيده ، ثم قال : هذا سبيل الله مستقيما ، وخطّ خطوطاً عن يمينه وشماله ، ثم قال : هذه السبل ، ليس منها سبيل الّا عليه شيطان يدعو اِليه ثم قرأ قوله تعالىٰ :وَأَنَّ هٰـذَا صِرَاطِي مُسۡتَقِيۡمَا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ . (انعام : ۱۵۳)

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ہاتھ سے ایک سیدھی لکیر کھینچی، پھر فرمایا، یہی اللہ کا سیدھا راستہ ہے، اور اس کے دائیں بائیں بہت سی لکیریں کھینچیں، پھر فرمایا، ان راستوں میں سے ہر راستے پر ایک شیطان بیٹھا اس راستہ کی طرف بلاتا ہے۔ پھر آپ نے یہ آیت پڑھی وَأَنَّ هٰـذَا صِرَاطِي مُسۡتَقِيۡمَا فَاتَّبِعُوهُ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمۡ عَنۡ سَبِيۡلِهٖ (انعام : ۱۵۳) اس کی ہدایت یہ ہے کہ یہی میرا سیدھا راستہ ہے۔ لہٰذا تم اسی پر چلو اور دوسرے راستوں پر نہ چلو، وہ اس کے راستے سے ہٹا کر تمہیں پراگندہ کر دیں گے۔ (احمد ونسائی نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح فرمایا اور ذہبی نے موافقت کی)

۵۔ حدیث نبوی:- ضرب الله تعالىٰ مثلاً صراطاً مستقيماً ، وعلى جنبي الصراط سوران فيها أبواب مفتحة ، وعلى الأبواب ستور مرخاة ، وعلىٰ باب الصراط داع يقول : يا أيهاالناس ادخلوا الصراط المستقيم ولا تفرقوا ، وداع يدعو من فوق الصراط ، فاذا أراد الانسان أن يفتح شيئًا من تلك الأبواب قال : ويحك لا تفتحه، فانك ان تفتحه تلجه، فالصراط : الاِسلام والسوران : حدودالله تعالىٰ : والأبواب المفتحة محارم الله ، وذلك الداعي على رأس الصراط : كتاب الله ، والداعي من فوق الصراط واعظ الله في قلب كل مسلم .

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے صراط مستقیم کی مثال بیان کی، کہ صراط مستقیم کے دونوں کنارے دو اونچی دیواریں ہیں، جن میں کھلے دروازے ہیں، دروازوں پر پردے لٹک رہے ہیں، اور صراط مستقیم کے دروازے پر ایک پکارنے والا کہہ رہا ہے، لوگو! صراط مستقیم میں داخل ہو جاؤ ادھر ادھر منتشر مت ہو، صراط مستقیم کے اوپر سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے اور جب انسان ان دروازوں میں سے کسی کو کھولنا چاہتا ہے تو کہتا ہے، تیرا برا ہو، اس کو مت کھول اگر کھولو گے تو اس میں چلے جاؤ گے، تو صراط مستقیم، اسلام ہے دونوں دیواریں، اللہ کی مقرر کردہ حدود ہیں۔ کھلے ہوئے دروازے، اللہ کی حرام کردہ چیزیں ہیں، صراط مستقیم کے دروازے پر پکارنے والا، کتاب اللہ ہے، صراط مستقیم کے اوپر سے پکارنے والا، منجانب اللہ ہر مسلمان کا نصیحت آموز دل ہے۔ (احمد نے روایت کیا اور حاکم نے صحیح سند کے ساتھ توثیق کی)

س ۷:- کیا دین اللہ کا، اور وطن سب کا ہے؟

ج ۷:- اہل یورپ نے علم سے برسرِ جنگ اور ظالم کنیسے کی حکومت سے راہ فرار اختیار کرنے کے لیے اس شرکیہ منصوبے کی ایجاد کی، پھر اس

کے ذریعہ اہل اسلام کو ان کے دین سے برگشتہ کرنا چاہا، ان لوگوں نے کہا کہ دین اللہ کا ہے اسے پیٹھ کے پیچھے ڈال دیا جائے، ہمارے وطنی امور، سیاست، علم اور معیشت وغیرہ میں اسے دخل اندازی کا کوئی حق نہیں، اس گمراہ کن و من گھڑت بات سے اہل استعمار نے یہ چاہا کہ وطن کے نام پر تمام امور و مسائل سے اللہ کے احکامات کو دور کر دیا جائے، گویا وطن کو اللہ کا ہمسر ٹھہرا کر اس کے نتیجے میں دین کو حکومت سے جدا کر دیا۔

فرمان الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن تُطِيعُوا الَّذِينَ كَفَرُوا يَرُدُّوكُمْ عَلَىٰٓ أَعْقَـٰبِكُمْ فَتَنقَلِبُوا خَـٰسِرِينَ ۔

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم ان لوگوں کے اشاروں پر چلو گے جنہوں نے کفر کی راہ اختیار کی ہے وہ الٹا پھیر لے جائیں گے اور تم نامراد ہو جاؤ گے۔ (آل عمران:۱۴۹)

فرمان الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَا الَّذِينَ ءَامَنُوٓا إِن تُطِيعُوا فَرِيقًا مِّنَ الَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَـٰبَ يَرُدُّوكُم بَعْدَ إِيمَـٰنِكُمْ كَـٰفِرِينَ. (آل عمران)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اگر تم نے اہل کتاب میں سے ایک گروہ کی بات مانی، تو یہ تمہیں ایمان سے پھر کفر کی طرف پھیر لے جائیں گے، اس تحریک نے، نصرانیت کے پروپیگنڈے اور مسلمانوں کے برخلاف انہیں کے گھروں میں الحاد و دہریت پھیلانے کی راہیں ہموار کر دیں، نیز اسی راہ کو اپنانے والی نصرانی اقلیت کو خوش کرنے کے لیے اسلام کے بڑھتے ہوئے قدموں کو روک دیا، اور جب مسلمانوں نے اس تحریک کو مسترد کر دیا تو اسے گروہی فتنہ کہا گیا۔ (کتاب "الاجوبۃ المفیدۃ" سے بتصرف منقول)

س۸:- کیا اسلام گروہ بندی اور انتشار سکھلاتا ہے؟

ج۸:- صحیح اسلامی دین حقیقی اتحاد کا منبع ہے، اس دین پر چل کر ہی، عزت و مرتبت، باہمی اتحاد و رحم دلی، سخاوت و ایثار اور غیر مسلموں سے امان مل سکتی ہے۔ گروہ بندی کا تصور ہی ایسے دین میں کیسے کیا جا سکتا ہے جو اپنے ماننے والوں کو یہ تعلیم دیتا ہو:

قُلْ ءَامَنَّا بِاللَّهِ وَمَآ أُنزِلَ عَلَىٰٓ إِبْرَٰهِيمَ وَإِسْمَـٰعِيلَ وَإِسْحَـٰقَ وَيَعْقُوبَ وَالْأَسْبَاطِ وَمَآ أُوتِيَ مُوسَىٰ وَعِيسَىٰ وَالنَّبِيُّونَ مِن رَّبِّهِمْ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ أَحَدٍ مِّنْهُمْ وَنَحْنُ لَهُ مُسْلِمُونَ ۔ (آل عمران:۸۴)

(اے نبی) کہو کہ ہم اللہ کو مانتے ہیں، اس تعلیم کو مانتے ہیں جو ہم پر نازل کی گئی، ان تعلیمات کو بھی مانتے ہیں جو ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور اولاد یعقوب پر نازل ہوئی تھیں۔ اور ان ہدایات پر بھی ایمان رکھتے ہیں جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہم السلام اور دوسرے پیغمبروں کو ان کے رب کی طرف سے دی گئیں، ہم ان کے درمیان فرق نہیں کرتے، اور ہم اللہ کے تابع فرمان (مسلم) ہیں۔

س۹:- کیا لوگوں کا ارادہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے؟

ج۹:- مذاہب باطلہ کے محض فلسفیوں کی اللہ تعالیٰ پر یہ ایسی گھٹیا بہتان تراشی ہے، جس کی جرأت ابوجہل اور اس کے ہم مسلکوں نے نہیں کی، جب کہ وہ اسلام دشمنی اور خباثت میں حد درجہ بڑھے ہوئے تھے ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے صرف یہ بیان کیا ہے کہ وہ اپنے اعمال کو اللہ کی مشیت پر معلق سمجھتے تھے۔

فرمان الٰہی:- وَقَالَ الَّذِينَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآءَ اللَّهُ مَا عَبَدْنَا مِن دُونِهِ مِن شَىْءٍ نَّحْنُ وَلَآ ءَابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِن دُونِهِ مِن شَىْءٍ ۔ (نحل:۳۵)

چنانچہ اللہ نے ان کو جھوٹا گردانا۔ لیکن ان لوگوں کے قول سے (کہ قوم کا ارادہ اللہ کے ارادے سے ہوتا ہے) یہ خرابی لازم آتی ہے کہ قوم جو چاہے کرے، قرآن و شریعت الٰہیہ سے آزاد ہو کر جس طرح چاہے زندگی گذارے خواہشات، مادہ شہوت اور قوت کو معیار زندگی بنالے۔

یہی کہنا قوم کو اللہ کے سوا الٰہ بنانا ہے نیز خواہشات کو شریعت الٰہیہ کے احکام کا ہمسر بنانا ہے۔ بالفاظ دیگر، اللہ کے احکام، حدود اور شریعت سے فرار ہے۔

س۱۰:- یہ کہنے والا کہ دین قوموں کے حق میں افیون ہے کیا کہنا چاہتا ہے؟

ج۱۰:- یہ یہودی ''کارل مارکس'' کا قول ہے، جس نے یہودی، مزدکی، کمیونزم کو پھر سے جنم دیا جبکہ اسلام اس کا خاتمہ کر چکا تھا، اس کا خیال ہے کہ دین قوموں کو بدمست کر کے سلا دینے والی چیز ہے، یہ بات من گھڑت باطل ادیان کے بارے میں درست ہوسکتی ہے اس لئے کہ ان کے متبعین خرافات میں ملوث ہوتے ہیں۔ لیکن صحیح دین حنیف (جس کو اجاگر کرنے کا حکم اللہ نے اپنے بندوں کو دے رکھا ہے) ایسا دین ہے جو دلوں میں تڑپ پیدا کرتا ہے، تمام احساسات اور قوموں کو جھنجوڑ کر آگے بڑھاتا ہے اپنے ماننے والوں کی ذلت ورسوائی اور ظلم کے آگے جھک جانے کو برداشت نہیں کرسکتا، دین وشریعت کے چھوڑنے والوں سے برأت بہتان تراشوں کے خاتمہ اور اعلاء کلمۃ اللہ کیلئے مختلف طرح کی مختلف طریقے سے جہاد کرنا واجب قرار دیتا ہے۔ (دَوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے منقول)

س۱۱:- اسلام کی نظر میں کمیونزم کی کیا حیثیت ہے؟

ج۱۱:- کمیونزم پر حکم لگانے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ مسلمان اس کے عربی نام سے دھوکہ نہ کھائیں، بلکہ اس کے مصادر ومراجع پر غور کریں۔ کیا اس کے مراجع مارکس لینن اور اس کے ہمنواؤں کی کتابیں ہیں؟ جنھوں نے نظریۂ کمیونزم کی تشریح کی ہے، یا اس کا مرجع صرف کتاب وسنت سے ماخوذ ہے، تا آنکہ مسلمان اسے قبول کرلیں؟

اگر مراجع مارکس ولینن اور ان کے ہمنوا ہیں، تو مسلمان اسے ہرگز، ہرگز قبول نہیں کرسکتے، بلکہ سرے سے اس کا انکار واجب ہے اور یہ بات مسلم ہے کہ کسی بھی صاحب عقل کو شک نہیں ہوسکتا کہ تمام کے تمام مراجع ومصادر ان کے خود ساختہ معبود ہیں، ایسی صورت میں اس کا انکار لاالٰہ الااللہ محمد رسول اللہ کی شہادت کے لوازمات میں سے ہے۔ اور اس شہادت کے لوازمات پر عمل کیے بغیر کوئی صحیح معنوں میں مومن نہیں ہوسکتا۔ (دَوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'')

صحیح بات تو یہ ہے کہ منجانب اللہ منزّل مُنصف مزاج اسلام، کمیونزم، راسمالیت، غرضیکہ انسان کے مقرر کردہ تمام ہی نظامہائے حیات سے مستغنی کر دیتا ہے، بالخصوص جب ان کا اسلام سے ٹکراؤ ہو، اسلام نے تو اہل اسلام کو انصاف، مساوات، آزادی اور دنیوی واخروی سعادت سے نوازا ہے۔

فرمان الٰہی:- صِبْغَةَ اللّٰهِ وَمَنْ أَحْسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبْغَةً وَنَحْنُ لَهُ عَابِدُوْنَ . (سورة بقرة: ۱۳۸)

س۱۲:- ماسونیت کسے کہتے ہیں؟

ج۱۲:- ماسونیت ایک پراسرار یہودی جمعیت ہے، جسے ''مخفی قوت'' کا نام دیتے ہیں، ابتداء میں عیسائیوں کے خلاف اس کا قیام عمل میں آیا، تاکہ ان کی انجیلوں کی تحریف، ان کے عقائد وافکار کی بگاڑ اور مختلف اختلاف وانتشار سے ان کو کمزور کرنے کا فریضہ انجام دے، جب اسلام آیا تو اسے بھی اپنی لپیٹ میں لیا۔ عالمی یہودیت تمام ماسونی جمعیتوں کی، مفکروں، مکاروں اور دغابازوں کے ذریعہ مدد کرتی ہے، یہ لوگ ہر زمانہ، بلکہ ہر امت، قوم اور ملک کے مطابق اپنا چولہ بدل لیتے ہیں، یہاں تک کہ ہر شخص پر اس کی نفسیات اور اس کے مخصوص ذوق کے راستے اثر انداز ہوکر فتنے میں مبتلا کر دیتے ہیں یہ جانتے ہوئے بھی مختلف اوقات میں بہت سے اس نظریئے کے معترف ہوئے، کہ ماسونیت کا وجود ہی اس لیے ہوا ہے کہ یہودیوں کے بُرے مقاصد بجا لائے، قائدین کے عقل پر چھا جانے، ان کے تشخص کو ختم کرنے اور انہیں ماسونیت کا غلام

بنادینے کا فریضہ انجام دے، اس لیے کہ ماسونی مکروفریب میں بڑی چمک دمک اور دلوں پر سختی سے اثر انداز ہونے کی صلاحیت ہے، بریں بناء مشرق ومغرب کے اکثر بڑے بڑے قائدین اس کا شکار ہوگئے، یورپ اور یورپ کے تہذیبی عقلا بعض عربی ممالک کے حکمراں طبقوں اور فرمانروا خاندانوں میں ماسونیت اپنے پنجے گاڑ چکی ہے، جب قوم میں ماسونیت کے خطرات کو بھانپنے لگتی، اور ماسونیت سے متہم حکام سے ناراض ہونے لگتی ہیں تو ماسونیوں کے پاس ان کو دھوکہ دینے کے بہت سے طریقے ہیں، جو بھی ادارہ ماسونیت سے پردہ اٹھاتا ہے اسے بند کرادیتے ہیں اور اسی کے بقایا پر دوسرے نام کا ادارہ قائم کرتے ہیں جو حقیقت میں بعینہ یہودیوں کی ہے۔ تاکہ ذمہ دار اس کے عیب سے اپنے آپ کو بری کر سکے، اور یہودیوں کی خدمت کے لیے نیا اعتماد حاصل کر سکے۔

پیرس میں ١٩٠٠ء میں منعقد ہونے والی ماسونی کانفرنس میں یہ قرار پاس ہوئی، ماسونیت کی غرض وغایت ایسی لادینی جمہوریتوں کا قیام ہے۔ جو ماسونی اتحاد کی نفع رسانی اور ہم آغوشی کو اپنا بنیادی مقصد بنائیں اس کے پرانے نتائج یہ ہیں:

١۔ مقدس کتابوں کی تحریف، ادیان وجماعات کے مابین تفریق، قوموں کے مابین دشمنی اور جنگوں کی آگ بھڑکانا۔

٢۔ عہد اسلامی کی ابتداء میں اس کے نتائج:

١۔ خلیفہ ثانی حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے قتل کی سازش۔

٢۔ تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کے خلاف جھوٹی باتیں گھڑنا۔

٣۔ خطوط میں فریب کاری کرنا نیز حقائق کو مسخ کرنا یہاںتک کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا حادثۂ قتل ہوا۔

٤۔ قوموں کی عقلوں سے کھیلنا، حتی کہ خوارج اور شیعہ جیسے فرقوں کو جنم دیا۔

٥۔ مختلف علاقوں میں جہمیہ، معتزلہ، قدریہ، قرامطہ، باطنیہ وغیرہ جیسے گمراہ فرقوں کو رواج دینا۔

٦۔ امویوں کے خلاف جھوٹی باتیں، انہیں ہلاک کرنے کے لیے عجمیوں کا تعاون تاآنکہ ان مذاہب کی ترویج ہو سکے، مختار ثقفی کا فتنہ کھڑا ہوا جیسا کہ ''تاریخ الجمعیات السریۃ والحرکات الہدامۃ فی الاسلام'' کے مصنف نے ذکر کیا ہے۔ یہ کتاب ہر شخص کے پاس رہنی چاہئے۔

٧۔ صلیبی جنگوں کی آگ بھڑکانا، ان میں حصہ لینے والوں کو نمایاں کرنا، مشرق کے عیسائیوں کے لیے نصیر طوسی، ابن علقمی جیسے لوگوں کو اچانک قتل کردینے کی راہ ہموار کرنا، انہیں دشمنی پر اکسانا تاکہ مسلمانوں کے خلاف جنگ کرنے والے بھائیوں کی مدد کریں، ان کے لیے جاسوسی کریں، انہیں ہر راستے کی رہنمائی کریں، جس کا اعتراف خود قائدین جنگ نے عرب عیسائیوں کی تعریف کرتے ہوئے کی ہے۔ بات ایسی نہیں، جیسا کہ ''جورج حبش'' جیسے قوم پرست لوگوں کے متبعین نادانی وجہالت کی بنیاد پر سمجھتے ہیں۔

س١٣:- اسلام کی نظر میں تصوف کا کیا حکم ہے؟

ج١٣:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، صحابہ کرام، تابعین کے دور میں تصوف کا وجود نہ تھا، جب یونانی کتب کا عربی میں ترجمہ ہوا تب تصوف کا وجود ہوا، صوفیت، ''صوفیاء'' سے ماخوذ ہے، ان کی زبان میں ''صوفیاء'' حکمت کو کہتے ہیں، بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ ''صفاء'' سے ماخوذ ہے، یہ بالکل سراسر غلط ہے، اس لیے کہ ایسی صورت میں صوفی کے بجائے صفائی ہوتی، صوفیت اسلام سے بہت امور میں ٹکراتی ہے، مثلاً:

١۔ غیر اللہ کو پکارنا، اکثر صوفیاء اللہ کے علاوہ مردوں کو پکارتے ہیں:

حدیث نبوی:- اَلدُّعاءُ هُوَ العِبَادَة . پکارنا ہی عبادت ہے۔ (ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا)

اور غیر اللہ کی عبادت شرک اکبر ہے جو تمام اعمال کو ضائع کردیتا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ . (سورۃ یونس:۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہونچا سکتی ہے نہ نقصان اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا۔

حدیث نبوی:- من مات وھو یدعو من دون الله ندا ، دخل النار . (بخاری)

جسے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہراتے ہوئے موت آئی وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

فرمان الٰہی:- لَئِنْ أَشْرَکْتَ لَیَحْبَطَنَّ عَمَلُکَ وَلَتَکُوْنَنَّ مِنَ الْخَاسِرِیْنَ .

اگر تم (ﷺ) نے شرک کیا تو تمہارا عمل ضائع ہو جائے گا، اور تم خسارے میں رہو گے۔ (زمر)

۲۔ قرآن کریم کی مخالفت کرتے ہوئے اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہر جگہ موجود ہے۔

فرمان الٰہی:- اَلرَّحْمٰنُ عَلَى الْعَرْشِ اسْتَوٰی .

وہ رحمٰن عرش پر مستوی ہے۔ (طٰہٰ:۵) نیز اس حدیث کی بھی مخالفت کرتے ہیں:

حدیث نبوی:- اِنَّ اللّٰہَ کَتَبَ کتابًا فھو عندہ فوق العرش . (بخاری و مسلم)

اللہ نے ایک دستاویز لکھی، جو اس کے پاس عرش پر ہے۔

فرمان الٰہی:- وھو مَعکم أینما کنتم .

وہ تمہارے ساتھ ہے جہاں پر بھی تم ہو۔ (حدید:۴)

اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ اپنی دید و شنید اور علم کے ساتھ رہتا ہے، جیسا کہ مفسرین نے بیان کیا ہے۔

۳۔ بعض صوفیاء یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی تمام مخلوقات میں حلول کر گیا ہے۔

یہاں تک کہ دمشق میں مدفون ابن عربی نے کہا۔

الحق عبد والعبد حق . یا لیت شعری من المکلف

اللہ بندہ ہے، بندہ اللہ ہے، کاش مجھے معلوم ہوتا کہ کون مکلّف ہے

ان کے طاغوت کا کہنا ہے:

وما الکلب والخنزیر اِلا اِلھنا . وما الله اِلا راھب فی کنیسة

کتا، سور، کنیسے کا راہب، سب کے سب معبود ہیں۔

۴۔ اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ نے دنیا کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے باعث پیدا کیا ہے۔ یہ قرآن کی اس تعلیم کے مخالف ہے:

فرمان الٰہی:- وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِیَعْبُدُوْنِ .

میں نے جن اور انسانوں کو اس کے سوا کسی کام کے لیے پیدا نہیں کیا ہے۔ کہ وہ میری بندگی کریں۔ (ذاریات:۵۶)

فرمان الٰہی:- وَأَنَّ لَنَا لَلْآخِرَةَ وَالْأُوْلٰی .

اور در حقیقت آخرت اور دنیا، دونوں کے ہم ہی مالک ہیں۔ (لیل:۱۳)

۵۔ اکثر صوفیاء یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے نور سے پیدا کیا ہے، اور پھر اللہ نے نبی کے نور سے تمام چیزوں کو پیدا کیا، نیز یہ کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے پہلے مخلوق ہیں۔ یہ تمام باتیں قرآن کی اس تعلیم کے مخالف ہیں۔

فرمانِ الٰہی:- اِذْ قَالَ رَبُّکَ لِلْمَلٰٓـئِکَةِ اِنِّی خٰلِقٌ ۢ بَشَرًا مِّنْ طِیْنٍ .

جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا ''میں مٹی سے ایک بشر بنانے والا ہوں''۔ (ص:۷۱)

صحیح بات تو یہ ہے کہ آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان ہیں، جنہیں اللہ نے مٹی سے پیدا کیا، غیر انسان میں سے پانی اور عرش کے بعد سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا: اِنّ اوّل مـا خـلـق اللہُ القلم . رہی یہ حدیث: أول مـا خـلق اللہ نور نبیک یـا جـابر . ''اے جابر اللہ نے سب سے پہلے تمہارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا'' تو اس حدیث کے بارے میں محدثین کہتے ہیں کہ اس کی کوئی سند نہیں یہ سراسر موضوع اور باطل ہے۔

۶۔ صوفیاء اسلام کی مخالف کرتے ہوئے ''اولیاء کے لیے نذریں'' مانتے ہیں ان کی ''قبروں کا طواف'' کرتے، اوران پر مزار بناتے ہیں، غیر مشروع حالات وکیفیات کے ساتھ اوراد ووظائف کرتے ہیں۔ ذکر واذکار کے وقت ناچ، سینہ کوبی، آگ کھانا، تعویذات، جادو، نظر بندی، لوگوں کا زبردستی مال ہڑپ کرنا، ان کے خلاف حیلہ سازی، جیسے جرائم کے مرتکب ہوتے ہیں۔

س۱۴:- جو اسلام کو رجعت پسندی سے متہم کرے اس کا کیا حکم ہے؟

ج۱۴:- دشمنانِ اسلام نے اسلام کو اس طرح متہم کرکے مسلمانوں کو اس کی اتباع سے روکنا چاہا ہے۔ اگر ان کی مراد یہ ہے کہ اسلام رجعت پسند اور تہذیب وتمدن میں بچھڑا ہوا ہے تو یہ سراسر جھوٹ اور بہتان تراشی ہے، اس لیے کہ اسلام ترقی وتقدم کا حکم دیتا ہے، نیز نفع بخش امور اور نئی ایجادات کے میدان میں نئے انقلابات کی دعوت دیتا ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَأَعِدُّوا لَهُم مَّا اسْتَطَعْتُم مِّن قُوَّةٍ .

اور اے مسلمانو! تم کافروں کے مقابلہ کے لیے جہاں تک ہوسکے اپنا زور تیار رکھو۔ (انفال:۶۰)

حدیثِ نبوی:- أنتم أعلم بأمر دنیاکم .(مسلم)

تم اپنے دنیوی امور کو اچھی طرح جانتے ہو۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اسلام کتاب وسنت اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جانب رجوع کا حکم دیتا ہے، یہی وہ صحابہ کرام ہیں جنہوں نے جہاد، اخلاق عقائد اور ایمان کے ذریعہ ملکوں کو فتح کیا، بندوں کو بندوں کی عبادت سے نکال کر عبادت الٰہی پر لگادیا، محرف ادیان کے ظلم وزیادتی سے چھٹکارا دلاکر اسلامی عدل وانصاف سے نوازا، بغیر دین کی جانب رجوع کئے مسلمانوں کی عزّت کا کوئی تصور ہی نہیں۔

س۱۵:- کیا ہمیں دورِ جدید کے افکار، تصوف کی راہوں کو جاننا چاہیے؟

ج۱۵:- ہاں ہمیں جاننا چاہیے، تاکہ ہم ان سے بچ سکیں، دلیل حضرت حذیفہ بن یمان رضی اللہ کا درج ذیل قول ہے:

حدیثِ نبوی:- ''کـان الـنـاس یسـألـون رسـول اللہ ﷺ عـن الخیر وکنت أسأله عن الشر مخافة أن یدرکنی فقلت یـارسـول اللہ اِنـا کـنـا فی جاھلیة وشر فجاء نا اللہ بھذا الخیر ، فھل بعد ھذا الخیر من شر؟ قال نعم ‘ قلت ! ھل بعد ذلـک الـشـر مـن خـیر؟ قـال : نـعـم وفیه دخن ، قلت وما دخنه؟ قال قوم یستنّون بغیر سنتی ‘ ویھتدون بغیر ھدي ، تـعـرف مـنـھـم وتنکر ، فقلت ھل بعد ذلک الخیر من شر؟ قال نعم دعاة علی أبواب جھنم من أجابھم قذفوہ فیھا ، فـقـلـت : یـارسـول اللہ صـفـھـم لنا ، قال:قوم من جلدتنا ،ویتکلمون بألسنتنا ، قلت:یارسول اللہ فما تری اِن أدرکنی ذلـک؟ قـال تـلـزم جـمـاعة المسلمین واِمامھم ، فقلت فان لم تکن لھم جماعة ولا اِمام ؟ قال فاعتزل تلک الفرق

كلها ، ولو أن تعض على أصل شجرة حتى يدركك الموت وأنت على ذٰلك''۔

لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے خیر کے بارے میں پوچھتے تھے،اور میں شر کے بارے میں پوچھتا تھا تا کہ بچ سکوں ، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہم جاہلیت وشر میں تھے ، پھر اللہ نے ہمیں اس خیر سے نوازا ، کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہے؟ آپ نے فرمایا ، ہاں ، میں نے کہا ، کیا اس شر کے بعد بھی خیر ہے؟ آپ نے فرمایا ، ہاں لیکن اس میں اختلاف وفساد ہوگا ، میں نے کہا فساد سے کیا مراد ہے ؟ آپ نے فرمایا ، کچھ لوگ ہمارے راستے اور طریقے کو چھوڑ کر دوسرا راستہ اور طریقہ اپنا ئیں گے ، وہ بھلائی بھی کریں گے برائی بھی ، میں نے کہا ، کیا اس خیر کے بعد بھی شر ہوگا ؟ آپ نے فرمایا ، ہاں جہنم کے سرے پر کچھ داعی ہوں گے ، جو ان کی بات سن لے گا اسے جہنم میں پھینک دیں گے ، میں نے کہا ، اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ان کے کچھ اوصاف بیان کیجئے ، آپ نے فرمایا ، وہ ہمیں لوگوں میں سے ہوں گے ، ہماری ہی زبان بولیں گے ، میں نے کہا اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اگر میں اُس زمانے میں رہوں تو آپ کا خیال ہے ، آپ نے فرمایا ، لازمی طور پر مسلمانوں کی جماعت اور امام کے ساتھ رہنا ، میں نے کہا اگر ان کی کوئی جماعت اور امام نہ ہوتو ، آپ نے فرمایا کہ تم ان تمام فرقوں سے علیحدہ رہنا ، یہاں تک کہ کسی درخت کی جڑ پر منہ کے بل پڑے پڑے تمہاری موت ہی کیوں نہ آجائے ۔ (مسلم)

حدیث کے فوائد

اس سے پتہ چلتا ہے کہ شر کے داعی اپنی زندگی ، سلوک اور حکومت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت وعادت کو اسوہ نہیں بناتے ، عادات واطوار اور لباس میں آپ کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل نہیں کرتے مسلمانوں کو ایسے لوگوں سے بچنا چاہیئے ۔

دعوت اور کتابوں میں مشغول رہنے کے فوائد

س۱۶:- دعوت دینے اور کتابوں کی نشر واشاعت کرنے کا کیا فائدہ جبکہ مسلمان ذبح کئے جارہے ہیں؟

ج۱۶:- ہر مسلمان اسلام کے کسی نہ کسی سرحد پر لگا ہوا ہے،بعض مسلمان جہاد وقتال میں ماہر ہیں،بعض بذریعہ زبان جہاد کرتے ہیں،بعض جہاد کے لیے مال ودولت خرچ کرتے ہیں،رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاد کی ان تمام قسموں کی جانب اشارہ کیا ہے۔

حدیث نبوی:- جاهدوا المشركين بأموالكم وأنفسكم وألسنتكم . (صحیح ابوداؤد)

مشرکین سے،جان ومال اور زبان سب کے ذریعہ جہاد کرو،بنابریں حضرت حسان رضی اللہ عنہ اسلام کا دفاع تلوار کے بجائے اپنی زبان وشعر سے کرتے تھے۔

کسی مسلمان کو اس میں شک نہیں کہ مسلمانوں پر مختلف آلات جنگ کے ذریعہ حسب استطاعت جہاد واجب ہے،مضامین اور کتابوں کے ذریعہ جہاد کے لیے مسلمانوں کی ہمت افزائی بھی جہاد کے لوازمات میں سے ہے۔نیز کتاب وسنت پر مبنی کتابوں کی نشر واشاعت کے ذریعہ،اس دین سے،عقائد وعبادات اور معاملات کی تمام بدعات وخرافات کا صفایا کیا جاسکتا ہے۔اور یہ بہت اہم چیز ہے۔کتابوں کی نشر واشاعت آج کے اہم ترین ذرائع ابلاغ میں سے ہے،اس سے خرافات کا صفایا،اور ایسے نوجوانوں کی تربیت ہوسکتی ہے،جو اسلامی عقائد ،عبادات فرمانروائی،جہاد وجاں نثاری،اخلاق وسلوک وغیرہ کو مانتے ہوں۔

س۱۷:- اللہ تعالیٰ نے فتنے کو قتل سے زیادہ سخت کیوں قرار دیا ہے،کیوں؟

ج:- دین کی صحت،حسن اخلاق،عقل وعقیدے کی شرک سے پاکیزگی ہی میں انسان کی حقیقی زندگی مضمر ہے۔اس کا دینی فتنہ،شرک کے ذریعہ اخلاق وعقیدے کی خرابی حقیقت میں روحانی قتل اور عقل کی بربادی ہے اور روحانی قتل جسمانی قتل سے سخت ہے۔

فرمان الٰہی:- وَالفِتنَةُ أَشَدُّ مِنَ القَتلِ .

اور کفر(فتنہ)قتل سے سخت ہے۔ (بقرہ:۱۹۱)

والفتنة أكبر من القتل . اور فتنہ(دین کی خرابی)قتل سے بھی بڑھ کر ہے۔ (بقرہ:۲۱۷)

س۱۸:- کیا اسلام سے انحراف کرنے والوں کی تعریف کی جاسکتی ہے؟

ج۱۸:- ان کی تعریف نہیں کی جاسکتی،اس لیے کہ ملت ابراہیمی اور شریعت محمدیہ سے دور لوگوں کو ہی اللہ تعالیٰ نے بیوقوف قرار دیا ہے۔

فرمان الٰہی:- وَمَن يَرغَبُ عَن مِّلَّةِ اِبرَاهِيمَ اِلَّا مَن سَفِهَ نَفسَهُ . ,,اور ملت ابراہیمی سے سوائے اس آدمی کے جس نے اپنے آپ کو احمق بنایا کون اعراض کرسکتا ہے،،البقرۃ:(۱۳۱)

آسمانی کتابوں سے مستفید نہ ہونے والوں کی تشبیہ اللہ تعالیٰ نے گدھوں سے دی ہے۔

فرمان الٰہی:- مَثَلُ الَّذِينَ حُمِّلُوا التَّورَاةَ ثُمَّ لَم يَحمِلُوهَا كَمَثَلِ الحِمَارِ يَحمِلُ أَسفَارًا بئس مثل القوم الذين كذّبوا بآيات الله والله لايهدى القوم الظالمين۔,,ان لوگوں کی مثال جنہیں تورات پر عمل کرنے کا حکم دیا گیا ہے،پھر انہوں نے اس پر عمل نہیں کیا اس گدھے کی ہے جو کتابوں کا بوجھ اٹھائے پھرتا ہے بڑی بری مثال ہے ان لوگوں کی جنہوں نے اللہ کی آیتوں کو جھٹلا دیا،اور اللہ ظالم قوم کو راہ راست نہیں دکھاتا ہے،،۔الجمعۃ:(۵)

اوراللہ کی آیات کو چھوڑنے والوں کی تشبیہ کتے سے دی ہے۔

فرمان الٰہی:- وَاتْلُ عَلَيْهِمْ نَبَأَ الَّذِيَ ءَاتَيْنٰهُ ءَايٰتِنَا فَانسَلَخَ مِنْهَا فَأَتْبَعَهُ الشَّيْطٰنُ فَكَانَ مِنَ الْغَاوِينَ ، وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنٰهُ بِهَا وَلٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ إِن تَحْمِلْ عَلَيْهِ يَلْهَثْ أَوْ تَتْرُكْهُ يَلْهَث ذٰلِكَ مَثَلُ الْقَوْمِ الَّذِينَ كَذَّبُوا بِـَٔايٰتِنَا فَاقْصُصِ الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُونَ . (الاعراف:۱۷۵-۱۷۶) ,,اورانہیں آپ اس آدمی کی خبر پڑھکر سنا دیجئے جسے ہم نے اپنی نشانیاں دی تھیں تو وہ ان سے نکل کر باہر چلا گیا، پھر شیطان اس کے پیچھے لگ گیا پھر وہ گم گشتہ راہ لوگوں میں سے ہوگیا اوراگر ہم چاہتے تو اسے اس کی وجہ سے رفعت وبلندی عطا کرتے لیکن وہ پستی میں گرتے چلا گیا اوراپنی خواہش نفس کا فرمانبردار ہوگیا پس اس کی مثال کتے کی سی ہے، اگر تم اس پر کچھ بوجھ ڈالدو گے تو ہانپے گا یا اگر اسے اس کے حال پر چھوڑ دو گے تب بھی ہانپے گا یہ ان کی مثال ہے جنھوں نے ہماری آیتوں کو جھٹلایا پس آپ ان لوگوں کو یہ قصے سناتے رہئیے، شاید کہ وہ غور کریں،،

جن کے طور وطریقے کو اللہ نے بُرا قرار دیا، ان کی جو بھی تعریف کرے وہ اللہ کی حدود کو تجاوز کرنے والا ہوگا۔ اسلامی تعلیمات سے انحراف، اوراسلامی حدود کا انکار کرنے والے نیز شریعت الٰہیہ کو چھوڑ کر دوسری شریعت کے ماننے والے کی کسی طرح سے تعریف کرنا جائز نہیں۔

حدیث نبوی:- لا تقولوا للمنافق سيدنا فانه ان لم يكن سيدكم فقد اسخطتم ربكم. (صحيح – احمد ابوداؤد صحيح الجامع برقم ۷۶۳۸)

منافق کو اپنا سید مت کہو، اگر اسے اپنا سید مان لوگے تو اپنے رب کو ناراض کردو گے۔ (ماخوذ از کتاب الاجوبۃ المفیدۃ)

معاشرتی باہمی تعاون تباہ کن مذاہب کا خاتمہ کردیتا ہے

س۱- باہمی تعاون کے لیے اسلام نے کون کون سے وسائل مہیا کئے ہیں؟

ج۱- اسلام نے بہت سارے وسائل مہیا کئے ہیں، جیسے:

۱۔ مسلمانوں کے حالات کے سدھار، جیسے کہ غریبوں کو زکوٰۃ دینا۔

۲۔ ان کی معاشرتی زندگی کو ترقی دینا، جیسے کہ مستحقین کو ھِبہ وصدقہ دینا۔

۳۔ انہیں باہم متحد کرنا۔

۴۔ ایمان، باہمی تعاون ونصیحت اورمحبت کی مضبوط بنیادوں پر ایک دوسرے کے دلوں کو ملانا۔

س۲:- اسلام میں معاشرتی باہمی تعاون کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج:- اس کی غرض وغایت ایک ایسا نیک معاشرہ تیار کرنا جو ارتقاء وتقدم کی صلاحیت رکھتا ہو۔ اسلام ہی پہلی شریعت ہے جس نے معاشرہ میں باہمی تعاون کو جنم دیا۔ اسلام اورمسلمانوں نے معاشرتی باہمی تعاون کی مختلف صورتوں پر توجہ دی۔

۱۔ لوگوں کی رہنمائی اورنصیحت کی۔

۲۔ ہر عاجز محتاج کے لیے مال کا معین حصہ مقرر کیا۔

۳۔ ہر باصلاحیت شخص کے لیے ذریعہ معاش مہیا کیا۔

۴۔ مسافروں، عاجزوں اور مریضوں کے لیے گھر تیار کیا۔

۵۔ مسکینوں اور یتیموں کی کفالت کی۔

۶۔ صدقات وزکوٰۃ لے کر مستحقین پر تقسیم کیا۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ)

س۳:- فلسطین، لبنان اور افغانستان سے متعلق ہماری کیا ذمہ داریاں ہیں۔

ج:- ان سے متعلق ہماری ذمہ داریاں ہیں کہ ہم ان کے لیے درج ذیل چیزیں مہیا کریں:

۱۔ ضروری مال، ہتھیار، لباس اور غذا سے ہم ان کی مدد کریں۔

۲۔ باصلاحیت داعیوں کو فراہم کرنا، تاکہ مسائل سے نمٹنے اور باہم متحد کرنے میں ان کی مدد کریں، نیز عقیدہ توحید کی وضاحت کریں تاکہ وہ صرف اللہ سے نصرت کے طلب گار رہوں۔

فرمان الٰہی:- وَمَا النَّصرُ اِلَّا مِنْ عِندِ اللهِ العَزِيزِ الحَكِيمِ . (آل عمران : ۱۲۶)

فتح ونصرت اللہ کی طرف سے ہے جو بڑی قوت والا اور دانا وبینا ہے۔

۳۔ ڈاکٹروں کی فراہمی تاکہ مریضوں اور زخمیوں کے علاج میں مدد کریں۔

۴۔ جنگ کے طریق کار، منصوبہ بندی غرضیکہ جنگ کے تمام شعبوں میں تجربہ کار لوگوں کو مہیا کرنا۔

۵۔ مسلمان صحافیوں کو بھیجنا تاکہ سچی خبریں شائع ہوسکیں۔

۶۔ ان کے ساتھ مل کر جہاد کی رغبت رکھنے والوں کو بھیجنا۔

۷۔ ان کی خبروں کو اہمیت دینا، اور مختلف ذرائع ابلاغ سے نشر ہونے والی خبروں کی تلاش وجستجو کرنا۔

۸۔ اخبار ورسائل اور ذرائع ابلاغ سے مجاہدین کی خبروں کو نشر کرنا۔

۹۔ ان کے خلاف تمام سازشوں کا پردہ چاک کرنا، تاکہ ان سے آگاہ رہ کر انہیں ناکام کیا جاسکے۔

۱۰۔ فلسطین۔ لبنان اور عالم اسلام میں یہودیوں کے خطرات سے آگاہ کرنا۔

۱۱۔ افغانستان میں کمیونزم (اور اب امریکن ازم) کے خطرات نیز مسلمانوں پر عقیدتاً اس کے برے اثرات کو بیان کرنا، اس لیے کہ کمیونزم (امریکہ ازم) میں خالق، معبود اخلاق اور دین نام کی کوئی چیز نہیں۔

مسلمانوں کا اپنے مجاہدین بھائیوں کی نصرت وتائید کے لیے دُعا کرنا۔

اللهم انصر المسلمين في كل مكان ، ووفقهم للتمسک بدينهم. اے اللہ تو ہر جگہ مجاہد مسلمانوں کی مدد فرما، اور انہیں دین کے پابند ہونے کی توفیق عطا فرما۔

شرک اصغر

س ا:- شرک اصغر کسے کہتے ہیں؟

ج:- شرک اصغر ریاکاری ونمائش کا نام ہے۔

فرمان الٰہی:- فَمَنْ كَانَ يَرْجُوا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صٰلِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا ۔ (الکهف)

پس جوکوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہو اسے چاہئے کہ صالح عمل کرے، اور بندگی میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔ وقال ﷺ : ان أخوف ما أخاف عليكم الشرك الأصغر الرياء . تمہارے سلسلے میں مجھے سب سے زیادہ خوف شرک اصغر یعنی ریاکاری سے ہے یہ بھی شرک اصغر ہے کہ آدمی یوں کہے ''اگر اللہ تعالیٰ اور فلاں نہ ہوتا تو ایسا ہوتا، جو اللہ تعالیٰ اور آپ چاہیں ،اگر کتا نہ ہوتا تو چور آجاتا،

حدیث نبوی:- لا تقولوا ماشاء الله ، وشاء فلان ، ولكن قولوا !ماشاء الله ثم شاء فلان .(صحيح . مسند احمد)

یوں نہ کہوں کہ جس طرح اللہ اور فلاں چاہے گا، بلکہ اس طرح کہو، کہ پہلے جو اللہ کو منظور ہوگا، پھر جو فلاں چاہے۔

س ۲:- کیا غیر اللہ کی قسم کھانا جائز ہے؟

ج ۲:- غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- قُلْ بَلٰى وَرَبِّي لَتُبْعَثُنَّ. (سوره تغابن :۷)

کہہ دیجئے کیوں نہیں میرے رب کی قسم تم ضرور اٹھائے جاؤ گے۔

حدیث نبوی:- من حلف حالفا فليحلف بالله أو ليصمت . (بخاری ومسلم)

جس کو قسم کھانی ہو وہ صرف اللہ کی قسم کھائے یا خاموش رہے۔

بسا اوقات انبیاء واولیاء کی قسمیں کھانا شرک اکبر میں شمار ہوتا ہے جب قسم کھانے والا یہ عقیدہ رکھے، کہ ولی کو ضرر رسانی کا تصرف حاصل ہے۔

س ۳:- کیا ہم شفاء کے لیے چھلّہ اور دھاگا پہن سکتے ہیں؟

ج ۳:- یہ بالکل درست نہیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ .(انعام :۱۷)

اور اگر اللہ تعالیٰ تمہیں کسی قسم کا نقصان پہنچائے تو کوئی نہیں جو تمہیں اس نقصان سے بچا سکے۔ دلیل

حدیث نبوی:- عن حذيفة أنه رأى رجلا في يده خيط من الحمى فقطعه وتلا قول الله تعالىٰ :

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ . حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے مروی ہے کہ انہوں نے ایک ایسے شخص کو دیکھا جس نے بخار سے نجات کے لیے ہاتھ میں دھاگہ پہن رکھا تھا، تو اسے کاٹ کر اس آیت کو پڑھا۔

س ۴:- کیا نظر بد سے بچنے کے لیے گھونگا یا کوڑی گردن میں لٹکا سکتے ہیں؟

ج ۴:- ایسا نہیں کرسکتے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاِن یَمْسَسْکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَهُ اِلَّا هُوَ . (انعام :۱۷)

اور اگر اللہ تجھے کسی مصیبت میں ڈالے تو کوئی نہیں جو اس مصیبت کو ٹال سکے۔

حدیث نبوی:- من علق تمیمة فقد أشرک . (صحیح . مسند احمد)

جس نے تمیمہ لٹکایا اس نے شرک کیا۔

نوٹ:- تمیمہ اس گھونگے یا کوڑی یا تعویذ کو کہتے ہیں جو نظر بد سے بچنے کے لیے لٹکایا جاتا ہے۔

وسیلہ اور طلب شفاعت

س۱:- اللہ کی جانب کس چیز کو وسیلہ بنایا جا سکتا ہے؟

ج:- وسیلے کی دو قسمیں ہیں:

الف: وسیلہ جائز ،   ب: وسیلہ ممنوع.

وسیلہ جائز یہ ہے کہ اللہ کے نام اور اس کی صفات کا واسطہ دے کر اللہ سے دعا کریں، یا اپنے نیک اعمال کو بطور وسیلہ استعمال کریں، یا زندہ نیک انسان سے دعا کرائیں۔

فرمان الٰہی:- وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنیٰ فَادْعُوْهُ بِهَا . (الاعراف:۱۸۰)

اور اللہ کے تمام نام ہی اچھے ہیں تو اسے اچھے ہی ناموں سے پکارو

فرمان الٰہی:- یَا أَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَابْتَغُوا اِلَیْهِ الْوَسِیلَةَ . (مائدہ:۳۵)

ایمان والو: اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا وسیلہ تلاش کرو۔ (ابن کثیر قتادہ سے نقل کرتے ہیں کہ اللہ کی اطاعت اور پسندیدہ عمل کے ذریعہ اللہ کا قرب حاصل کرو)۔

حدیث نبوی:- أسالک بکل اسم هو لک سمیت به نفسک . (صحیح – احمد)

اے اللہ! میں تیرے ہر نام کے وسیلہ سے تجھ سے مانگتا ہوں۔

ایک صحابی نے جنت میں آپ کے ساتھ رہنے کا سوال کیا تو آپ نے فرمایا: أَعِنّي عَلیٰ نفسک بکثرة السُّجود. (مسلم) اپنے بارے میں کثرت سجدہ (یعنی نماز) سے میرا تعاون کرو (اور یہ عمل صالح ہے) اسی طرح غار والوں کا قصہ مشہور ہے، کہ انہوں نے اپنے اعمال کو وسیلہ بنا کر اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تو انہیں نجات دی گئی، اسی طرح حبّ الٰہی وحبّ نبوی اور اولیاء سے محبت کو بطور وسیلہ استعمال کر سکتے ہیں اس لیے یہ محبتیں اعمال صالحہ میں سے ہیں۔ مثلاً ہم کہیں:

اللهم بحبک لرسولک وأولیائک انصرنا وبحبنا لرسولک وأولیائک اشفنا.

اے اللہ! اپنے رسول اور محبوب بندوں سے اپنی محبت کے وسیلے سے ہماری مدد فرما، اور تیرے رسول اور محبوب بندوں سے ہماری محبت کے وسیلہ سے ہمیں شفا دے۔

ممنوع وسیلہ: جیسے:

مُردوں کو پکارنا، انہیں حاجت روا سمجھنا (جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے) اور یہ شرک اکبر کی قسم سے ہے۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ مَالَا یَنْفَعُکَ وَلَا یَضُرُّکَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّکَ اِذًا مِنَ الظّٰلِمِیْنَ ۔ (یونس:۱۰۶)

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو نہ پکار جو تجھے نہ فائدہ پہنچا سکتی ہے نہ نقصان، اگر تو ایسا کرے گا تو ظالموں میں سے ہوگا: (یعنی مشرکین میں سے ہوگا)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام وجاہ کو وسیلہ بنانا مثلاً یہ کہنا، اے اللہ! مجھے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جاہ سے شفا دے، بدعت ہے، اس لیے کہ صحابہ کرام نے ایسا نہیں کیا، بلکہ عمر رضی اللہ عنہ نے بحالت حیات حضرت عباس رضی اللہ عنہ کی دعا کو وسیلہ بنایا، وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وسیلہ نہیں بنایا، بعض اوقات اس طرح کا وسیلہ انسان کو شرک تک پہونچا دیتا ہے اور یہ ایسی صورت میں ہوگا جب یہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ بھی افسران بالا اور حکام دنیا کے مانند کسی انسان کے واسطہ کا محتاج ہے، کیونکہ ایسا کرنے سے خالق کی مخلوق سے تشبیہ لازم آتی ہے (جو شرک ہے)

س۲:- کیا دُعا کے لیے کسی انسان کا واسطہ ضروری ہے؟

ج:- ہرگز نہیں دُعا کسی انسان کے واسطہ کی محتاج نہیں، (بلکہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنی چاہیے) بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَاِذَا سَأَلَکَ عِبَادِیْ عَنِّیْ فَاِنِّیْ قَرِیْبٌ ۔ (بقرہ:۱۸۶)

اے نبی: میرے بندے اگر تم سے میرے متعلق پوچھیں تو انہیں بتا دو کہ میں ان سے قریب ہی ہوں۔

حدیث نبوی:- انکم تدعون سمیعًا قریبًا وھو معکم ۔ (مسلم)

بلا شبہ تم ایک ایسی ہی ہستی کو پکارتے ہو جو سننے والی ہے، نیز قریب اور تمہارے ساتھ ہے۔

س۳:- کیا زندہ سے دعا کرائی جا سکتی ہے؟

ج:- ہاں کرائی جا سکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو (جب آپ بقید حیات تھے) مخاطب کرکے فرماتا ہے:

فرمانِ الٰہی:- وَاسْتَغْفِرْ لِذَنْبِکَ وَلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ ۔ (محمد:۱۹)

اور معافی مانگو اپنے قصور کے لیے بھی اور مومن مردوں اور عورتوں کے لیے بھی۔

حدیث نبوی:- أن رجلا ضریر البصر أتی النبی ﷺ فقال: ادع اللہ أن یعافینی قال: اِن شئت دعوتُ لک وان شئت صبرت فھو خیر لک ۔ (صحیح – ترمذی)

ایک نابینا شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اور کہا: اللہ سے دعا کیجئے کہ وہ مجھے شفا دیدے، آپ نے فرمایا اگر تم چاہو تو میں دعا کر دیتا ہوں اور صبر کر جاؤ تو بہتر ہے۔

س۴:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کون سا واسطہ ہے؟

ج۴:- آپ کا واسطہ ''دعوت و تبلیغ'' ہے (یعنی آپ دعوت الٰہی کا ذریعہ ہیں) بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- یَا أَیُّھَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَا اُنْزِلَ اِلَیْکَ مِنْ رَبِّکَ ۔ (مائدہ:۶۷)

اے پیغمبر: جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تم پر نازل کیا گیا ہے وہ لوگوں تک پہنچادو، بدلیل:

حدیث نبوی:- آپ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے پوچھا کیا میں نے اللہ کا پیغام پہونچا دیا ہے، تو صحابہ کرام نے بیک زبان ہوکر کہا **نشهد أنك قد بلغت** ہم آپ کے متعلق اللہ کا پیغام دینے کی گواہی دیتے ہیں، اس کے بعد آپ نے فرمایا **اللهم اشهد** اے اللہ گواہ رہنا۔(مسلم)

س۵:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت ہم کس طرح طلب کریں؟

ج۵:- ہمیں آپ کی شفاعت اللہ تعالیٰ سے طلب کرنی چاہئے۔ بدلیل :

فرمان الٰہی:- قُلْ لِلّٰهِ الشَّفَـاعَةُ جَمِيْعًا .(سورہ زمر : ۴۴) کہو شفاعت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔

حدیث نبوی:- آپ نے ایک صحابی کو دُعا کے لیے یہ کہنے کی تعلیم دی تھی، اَلّٰلهُمَّ شَفِّعْـهُ فِيّ میرے متعلق نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت قبول فرما۔ (ترمذی نے روایت کیا اور حسن صحیح کہا)

حدیث نبوی:- **انی اختبأت دعوتی شفاعة القیامة مَن مات من أمتی لا یشرک بالله شیئًا .** (مسلم)

میں اپنی دعاء مستجاب کو قیامت کے دن امت کے ہر اس فرد بشر کی شفاعت کے لیے رکھ چھوڑی ہے جو اللہ کے ساتھ شرک نہ کرنے کی حالت میں مرا ہوگا۔

س۶:- کیا زندہ سے سفارش کرائی جاسکتی ہے؟

ج۶:- دنیوی امور میں زندوں سے سفارش کرائی جاسکتی ہے بدلیل:

مَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً يَكُنْ لَهُ نَصِيبٌ مِنْهَا ، وَمَنْ يَشْفَعْ شَفَاعَةً سَيِّئَةً يَكُنْ لَهُ كِفْلٌ مِنْهَا . (سورۃ نساء)

جو بھلائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں سے حصہ پائے گا، اور جو برائی کی سفارش کرے گا وہ اس میں حصہ پائے گا۔ دلیل:

حدیث نبوی:- **اشفعوا تؤجروا** .(صحیح ابو داؤد) سفارش کیا کرو، اجر سے نوازے جاؤ گے۔

س۷:- نعت رسول میں مبالغہ آمیزی کا کیا حکم ہے؟

ج:- مبالغہ آمیزی وغلو ہرگز جائز نہیں۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- قُلْ اِنَّمَآ أَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوحَىٰٓ اِلَيَّ أَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَاحِدٌ . (الکھف: ۱۱۰)

اے محمد: کہو میں تو تمہیں جیسا ایک انسان ہوں، میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود صرف ایک ہی معبود ہے۔

حدیث نبوی:- **لا تطرونی کما أطرت النصاری عیسی بن مریم فانما أنا عبدٌ فقولوا عبدا لله ورسوله.**

مجھے میرے مقام سے مت بڑھاؤ جیسا کہ نصاریٰ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ان کے مقام سے ہٹا دیا، میں صرف بندہ ہوں، اور مجھے اللہ کا بندہ اور اس کا رسول کہا کرو۔

س۸:- سب سے پہلے اللہ نے کسے پیدا کیا؟

ج:- انسانوں میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو، چیزوں میں پانی کو، عرش کو پھر قلم کو۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- اِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ اِنِّي خَالِقٌ بَشَرًا مِنْ طِينٍ .(ص: ۷۱) جب تیرے رب نے فرشتوں سے کہا میں مٹی سے ا

ایک بشر بنانے والا ہوں۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- کلکم بنو آدم و آدم خلق من تراب. (بزار و صححه الالبانی) تم سب آدم علیہ السلام کی اولاد ہو اور آدم علیہ السلام کی تخلیق مٹی سے ہے۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- اِنّ أول ما خلق الله القلم. (ابو داؤد، ترمذی، قال حسن صحیح) پہلے پہل اللہ نے قلم کو پیدا کیا (یعنی پانی اور عرش کے بعد)

اور یہ حدیث "أول ما خلق الله نور نبيك يا جابر" (یعنی اے جابر اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نور کو پیدا کیا) سراسر جھوٹی اور موضوع ہے، کتاب وسنت، عقل ونقل کسی سے بھی نہیں میل کھاتی، علامہ سیوطیؒ نے کہا کہ اس کی کوئی سند ہی نہیں، غماری نے کہا موضوع ہے، ناصر الدین الالبانیؒ نے کہا، باطل ہے، جو یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ نے تمام چیزوں کو اپنے نور یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے نور سے پیدا کیا ہے، وہ سراسر قرآن کو جھٹلا رہا ہے، قرآن تو اس بات کی صراحت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو مٹی سے اور شیطان کو آگ سے پیدا کیا ہے۔

جہاد، دوستی اور حکومت

س ۱:- جہاد کسے کہتے ہیں، اس کی غرض وغایت اور اقسام کیا ہیں؟

ج ۱:- جہاد دین کی سربلند ومضبوط چوٹی ہے، صاحبِ استطاعت پر واجب ہے، صاحب استطاعت ہوتے ہوئے جو اس سے کترائے اس کا دین خطرے میں ہے۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ وغیرہ نے ذکر کیا ہے کہ جہاد کا حکم حسب استطاعت بدلتا رہتا ہے، قطع تعلقی اور جہاد سے کنارہ کشی پر مشتمل مکی آیتیں مسلمانوں کی کمزور حالت میں نازل ہوئیں جب کہ قتال وجہاد پر مشتمل مدنی آیتیں ایسی حالت میں نازل ہوئیں جب مسلمان قوی ہو چکے تھے، یعنی تدریجی اسلوب اپنایا گیا تاکہ مسلمانوں کا تشخص ہی نہ ختم ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ ومدینہ دونوں جگہ جہاد کا حکم دیا۔ مکہ میں درج ذیل آیتیں نازل کیں:

فرمان الٰہی:- وَجَـٰهِدْهُم بِهِۦ جِهَادًا كَبِيرًا. (سورہ فرقان: ۵۲)

اور اس قرآن کو لے کران کے ساتھ زبردست جہاد کرو،

فرمان الٰہی:- وَلَمَنِ انتَصَرَ بَعْدَ ظُلْمِهِۦ فَأُوْلَـٰٓئِكَ مَا عَلَيْهِم مِّن سَبِيلٍ. (شوریٰ: ۴۱)

اور جو لوگ ظلم ہونے کے بعد بدلہ لیں ان کو ملامت نہیں کی جاسکتی۔

مذکورہ بیان کی روشنی میں جہاد کی چار قسمیں ہوسکتی ہیں:

۱۔ جہاد شیطان ۲۔ جہاد نفس

۳۔ جہاد کفار ۴۔ جہاد منافقین (کتاب الاجوبۃ المفیدۃ سے ماخوذ)

س ۲:- اللہ تعالیٰ نے جہاد کیوں مشروع قرار دیا؟

ج۲:- اس کے بہت سے مقاصد ہیں مثلاً:

۱۔ شرک اور مشرکین سے نمٹنا۔اس لئے اللہ تعالیٰ شرک کو قبول ہی نہیں کرتا۔

۲۔ دعوت الی اللہ کی راہ کی تمام رکاوٹوں کو ختم کر دینا۔

۳۔ عقیدۂ اسلامیہ کو پیش آنے والے تمام خطرات سے محفوظ رکھنا۔

۴۔ مسلمان اور ان کے وطنوں کا دفاع۔ (کتاب الاجوبۃ المفیدہ سے ماخوذ)

س۳:- جہاد فی سبیل اللہ کا کیا حکم ہے؟

ج:- حسب استطاعت، جان و مال اور زبان سے جہاد کرنا واجب ہے۔

فرمان الٰہی:- انفِرُوا خِفَافًا وَثِقَالًا وَجَـٰهِدُوا بِأَموَٰلِكُمْ وَأَنفُسِكُمْ فِي سَبِيلِ اللهِ .

نکلو: خواہ ہلکے ہو یا بوجھل اور اللہ کی راہ میں اپنے مالوں اور اپنی جانوں سے جہاد کرو۔

مشرکین سے اپنی مال و جان اور زبان سے جہاد کرتے رہو۔ (صحیح ابوداؤد)

س۴:- ولاء کسے کہتے ہیں؟

ج۴:- ولاء موحد مومنوں کے باہمی تعاون اور محبت کا نام ہے۔

فرمان الٰہی:- وَالمُؤمِنُونَ وَالمُؤْمِنَاتُ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ .

مومن مرد اور مومن عورتیں یہ سب ایک دوسرے کے رفیق ہیں۔ (توبہ:۷۱)

حدیث نبوی:- المؤمن للمؤمن كالبنيان يشد بعضه بعضا . (مسلم)

ایک مومن دوسرے کے لیے سیسہ پلائی ہوئی دیوار کی طرح ہے جس کا ایک حصہ دوسرے کے لیے مضبوطی کا باعث ہے۔

س۵:- کیا کفار سے دوستی کرنا اور ان کی مدد کرنا جائز ہے؟

ج۵:- ہرگز نہیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَمَنْ يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنهُمْ . (المائدہ: ۵۱)

اگر تم میں سے کوئی انہیں اپنا دوست بناتا ہے تو اس کا شمار انہیں میں سے ہوگا۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- انّ آل فلانٍ ليسوا بأولياء . (بخاری و مسلم)

فلاں قبیلے سے میرے تعلقات نہیں ہیں (اس عدم تعلق کا سبب ان کا کفر تھا)

س۶:- مسلمان کس چیز کو فیصل بنائیں؟

ج۶:- مسلمان کتاب و سنت صحیحہ کو فیصل بنائیں، بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَأَنِ احكُم بَيْنَهُم بِمَآ أَنْزَلَ اللهُ . (مائدہ: ۴۹)

پس اے نبی : تم اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق ان لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرو۔ دلیل:

حدیث نبوی:- أما بعد، ألا أيهاالناس فانما بشر يوشك ان ياتی رسول ربی فأجيب وأنا تارک فيكم ثقلين ، أولهما

كتـاب الله ، فيـه الهـدىٰ والـنـور ،فخذوا كتاب الله واستمسكوا به ، فحث علىٰ كتاب الله ورغب فيه ثم قال : وأهل بيتي . (مسلم)

لوگو! میں ایک انسان ہوقریب ہے کہ میرے رب کا فرستادہ فرشتہ موت کا پیغام لے کر پہونچے ،اور میں اس پر لبیک کہوں ، میں تمہارے مابین دو چیزیں چھوڑے جارہاہوں، پہلی کتاب اللہ ہے جسمیں ہدایت وروشنی ہے، پس کتاب اللہ کوتھام لواوراس پر جمے رہوآپ نے کتاب اللہ کی ترغیب دے کرفرمایا ''واھل بیتی''یعنی اہل بیت کی رعایت کاحکم۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکم بهما ، کتاب الله وسنة رسوله. *(مالک فی الموطا صححه الالبانی فی صحیح الجامع الصغیر)*

میں تم میں دوایسی چیزیں چھوڑے جارہاہوں،جن پرعمل کرتے ہوئےتم گمراہ نہیں ہوسکتے،اوروہ کتاب اللہ اورسنت رسول ہیں۔

کتاب وسنت پر عمل

س۱:- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو کیوں نازل فرمایا؟

ج۱:- تاکہ اس کی تعلیمات پر عمل کیا جائے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- اتَّبِعُوْا مَا أُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِنْ رَبِّكُمْ . (اعراف:۳)

لوگو! جو کچھ تمہارے رب کی طرف سے تمہاری طرف نازل کیا گیا ہے اس کی پیروی کرو۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- اقرأوا القراٰن واعملوا به ولا تأكلوا به. (صحیح، احمد)

قرآن پڑھو اور اس پر عمل کرو، اور اسے ذریعہ معاش نہ بناؤ۔

س۲:- لوگوں کے لیے قرآن نے سب سے اہم کون سی چیز کو بیان کیا ہے؟

ج۲:- قرآن کی بیان کردہ سب سے اہم چیز خالقِ کائنات کی معرفت ہے، (جو نعمتوں سے نوازتا ہے، تن تنہا عبادت کا مستحق ہے) نیز ان مشرکین کی تردید ہے، جو اپنے اولیاء کے بت بنا کر انہیں پکارتے تھے۔

فرمان الٰہی:- قُلْ اِنَّمَا اَدْعُوا رَبِّى وَلَا اُشْرِكُ بِهِ أَحَدًا . (جن:۲۰)

اے نبی: کہو کہ ''میں تو اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا''۔

س۳:- تلاوت قرآن کی غرض وغایت کیا ہے؟

ج۳:- ہم قرآن کی تلاوت اس لیے کرتے ہیں تاکہ اسے سمجھیں، اس میں غور وفکر کریں، اور اس پر عمل کریں۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- كِتَـٰبٌ أَنْزَلْنَـٰهُ مُبَـٰرَكٌ لِّيَدَّبَّرُوٓا ءَايَـٰتِهِ وَلِيَتَذَكَّرَ أُوْلُوا الْأَلْبَـٰبِ . (سورة ص: ۲۹)

یہ ایک بڑی برکت والی کتاب ہے جو (اے نبی) ہم نے تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ یہ لوگ اس کی آیات پر غور کریں اور عقل وفکر رکھنے والے اس سے سبق لیں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوعا وموقوفا ضعیف سند سے مروی ہے لیکن معنیٰ صحیح ہے اور وہ درج ذیل فرمان نبوی ہے۔

ألا انها ستكون فتن قلت وما المخرج منها؟ قال كتاب الله ، فيه نبأما قبلكم وخبر بعدكم وحكم ما بينكم هو الفصل ليس بالهزل ، وهوالذى من تركه من جبار قصمه الله ومن ابتغى الهدى بغيره أضله الله ، فهو حبل الله المتين وهوالذكر الحكيم وهوالصراط الستقيم وهوالذى لاتزيغ به الأهواء ولا تلبس به الألسن ، ولا يشبع منه العلماء ، ولا يخلق عن كثرة الرد ولا تنقضى عجائبه وهوالذى لم ينته الجن اذ سمعته أن قالوا : اِنَّا سَمِعْنَا قُرءانًا عَجَبًا. (جن: ۱)

(آپ نے فرمایا) خبردار! آگے چل کر بہت سے فتنے کھڑے ہونگے میں نے کہا، ان سے ذریعہ نجات کیا ہوگا، آپ نے فرمایا، اللہ کی کتاب اس میں متقدمین ومتاخرین کی خبریں ہیں، تمہارے معاملات کے فیصلے ہیں، وہ فیصلہ کن ہے، خلاف حقیقت نہیں، جس جابر وظالم نے اسے چھوڑا، اسے اللہ نے برباد کردیا، جس نے غیر قرآن سے ہدایت چاہی، اسے اللہ تعالیٰ نے گمراہ کردیا، وہ اللہ کی مضبوط رسی ہے

حکمتوں سے پرنصیحت ہے وہی صراط مستقیم ہے، اسی کے ذریعہ خواہشات بہکتیں نہیں، زبانیں بآسانی اسے پڑھ لیتی ہیں، علماء اس سے بیزار نہیں ہوتے، بار بار دہرانے سے پرانی نہیں ہوتی، اس کے عجائبات نہیں ختم ہونگے' وہی ہے جسے سن کر جنات یہ کہنے سے باز نہیں رہے اِنَّا سَمِعْنَا قُرانًا عَجَبًا. (جن: ۱) ''ہم نے ایک عجیب قرآن سنا ہے، جس نے قرآن کی روشنی میں کوئی بات کہی، سچ کہا، جس نے اس کے ذریعہ فیصلہ کیا، انصاف کیا جس نے اس پر عمل کیا مستحق اجر ہوا جس نے اس کی جانب دعوت دی، صراط مستقیم کو پالیا۔

س۴:- قرآن مجید زندوں کے لیے ہے یا مُردوں کے لیے؟

ج۴:- اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو مُردوں کے بجائے زندوں کے لیے نازل فرمایا ہے تاکہ اپنی زندگی میں اس پر عمل کریں، اس لیے کہ مُردوں کے اعمال منقطع ہوجاتے ہیں وہ اسے پڑھ نہیں سکتے، نہ عمل کر سکتے ہیں اور اگر ان کے لیے قرآن مجید کی تلاوت کی جائے، تو اس کا ثواب بھی نہیں ملے گا، ہاں اگر پڑھنے والا مُردے کا لڑکا ہو تو دوسری بات ہے، اس لیے کہ لڑکا باپ کی کوشش کا نتیجہ ہوتا ہے۔

قرآن مجید کے بارے میں فرمان الٰہی ہے:

لِّيُنْذِرَ مَنْ كَانَ حَيًّا وَ يَحِقَّ الْقَوْلُ عَلَى الْكٰفِرِيْنَ . (یٰسٓ)

تاکہ وہ ہر اس شخص کو خبردار کردے جو زندہ ہو اور انکار کرنے والوں پر حجت قائم ہوجائے بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَأَنَّ لَيْسَ لِلْاِنْسَانِ اِلَّا مَا سَعٰى . (نجم: ۳۹)

اور یہ کہ انسان کیلئے کچھ نہیں ہے، مگر وہ جس کی اس نے کوشش کی ہے امام شافعی رحمہ اللہ نے اس آیات سے یہ مسئلہ استنباط کیا ہے کہ مردوں کو قرآن خوانی کا ثواب نہیں ملے گا، اس لیے کہ وہ نہ تو ان کا عمل ہے اور نہ ہی ان کی کمائی۔ دلیل:

حدیث نبوی:- اِذا مات الانسان انقطع عمله الا من ثلاث صدقة جارية أو علم ينتفع به أو ولد صالح يدعو له .

جب انسان مرجاتا ہے تو تین چیزوں کو چھوڑ کر اس کے اعمال کا سلسلہ ختم ہوجاتا ہے۔ صدقہ جاریہ یا نفع بخش علم یا نیک لڑکا جو باپ کیلئے دعاء کرے۔ (مسلم)

رہی میت کیلئے دعاء اور صدقہ کرنے کی بات، تو ان کا ثواب میّت کو پہونچے گا، جیسا کہ صاحب شریعت نے آیات واحادیث کے ذریعہ اس کی صراحت کردی ہے۔

س۵:- صحیح حدیث پر عمل کرنے کی کیا حیثیت ہے؟

ج۵:- صحیح حدیث پر عمل کرنا واجب ہے۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا . (حشر: ۷)

اور جو چیز رسول تمہیں دے دیں اُسے لے لو، اور جس چیز سے روک دیں اُس سے رک جاؤ۔

حدیث نبوی:- عليكم بسنّتي وسنّة الخلفاء الراشدين المهدين تمسكوا بها . (احمد)

میرے طریقے کو لازم پکڑلو، اور ہدایت یافتہ خلفائے راشدین کے طریق کار کو مضبوطی سے تھام لو، (بشرطیکہ سنت نبوی کے خلاف نہ ہو

س:- کیا قرآن کریم کو کافی سمجھتے ہوئے حدیث پاک کو نظر انداز کیا جاسکتا ہے؟

ج:- ہرگز نہیں، اس لیے کہ حدیث نبوی قرآن کریم کی شارح ہے۔

فرمانِ الٰہی:- وَاَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَلَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ . (سورة النحل)

اوراب یہ ذکر تم پر نازل کیا گیا ہے تاکہ تم لوگوں کے سامنے اس تعلیم کی تشریح وتوضیح کرتے جاؤ، جوان کے لیے اتاری گئی ہے اورتاکہ لوگ خودبھی غوروفکر کریں۔

حدیث نبوی:- ألا وانّي أوتيت القرآن ومثله معه . (صحيح ابوداؤد)

خبردار! مجھے قرآن دیا گیا ہے، اوراس کے ساتھ اس جیسی اور چیز بھی (حدیث پاک)۔

س ۷:- کیا اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر کسی قول کو ترجیح دی جاسکتی ہے۔

ج ۷:- ہرگز نہیں!

فرمانِ الٰہی:- يَـٰٓأَيُّهَاالَّذِيْنَ ءَ امَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَيْنَ يَدَىِ اللهِ وَرَسُولِهِ . (حجرات: ١)

ایمان والو! اللہ اوراس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔

جب اللہ کی نافرمانی ہورہی ہوتو کسی دوسرے کی بات نہ مانی جائے عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ کا قول ہے:

أخشى أن تنزل عليكم حجارة من السماء أقول لكم قال رسول الله ﷺ وتقولون قال أبوبكر وعمر.

مجھے خطرہ ہے کہ کہیں تم پر پتھروں کی بارش نہ ہوجائے، کیونکہ میں تمہیں احادیث نبوی کا حوالہ دیتا ہوں، اورتم ابوبکروعمر رضی اللہ عنہم کی باتیں پیش کرتے ہو۔ (دارمی)

س ۸:- زندگی میں کتاب وسنت کو فیصل بنانے کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

ج ۸:- کتاب وسنت کو فیصل بنانا واجب ہے۔

فرمانِ الٰہی:- فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتَّىٰ يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيْمًا . (النساء)

(اے محمد) تمہارے رب کی قسم، یہ کبھی مومن نہیں ہوسکتے، جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی نہ محسوس کریں، بلکہ سربسر تسلیم کرلیں۔

حدیث نبوی:- وما لم تحكم أئمتهم بكتاب الله ويتخيروا مما أنزل الله الا جعل الله بأسهم بينهم .(ابن ماجة،حسن)

حُکام کا کتاب اللہ کے مطابق فیصلہ نہ کرنا، اوراللہ کے نازل کردہ قوانین میں اپنے اختیارات کو استعمال کرنا باہمی اختلاف ونزاع کا باعث ہے۔

س ۹:- باہمی اختلاف ونزاع کا کیا حل ہے؟

ج ۹:- ان حالات میں قرآن مجید اورسنت صحیحہ کی طرف رجوع کیا جائے۔

فرمانِ الٰہی:- فَاِنْ تَنَـٰزَعْتُمْ فِي شَيْءٍ فَرُدُّوهُ اِلَى اللهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَأَحْسَنُ تَأْوِيْلًا .(نساء: ۵۹)

اگرتمہارے درمیان کسی معاملہ میں نزاع ہوجائے تواسے اللہ اوررسول کی طرف پھیردو، اگرتم واقعی اللہ اورروز آخرت پر ایمان رکھتے

ہو۔یہی ایک صحیح طریق کار ہے۔اورانجام کے اعتبار سے بھی بہتر ہے۔

حدیث نبوی:- ترکت فیکم أمرین لن تضلوا ما تمسکتم بھما کتاب اللہ وسنة رسولہ. (رواہ مالک وصححہ البانی فی الجامع الصحیح).

میں تم میں دو چیزیں چھوڑے جارہا ہوں جن پر عمل کرتے ہوئے تم ہرگز گمراہ نہ ہوگے، وہ اللہ کی کتاب اوراس کے رسول کی سنت ہیں.

س۱۰:- جو اپنے لیے شرعی امرونواہی کو لازم نہ سمجھے اس کا کیا حکم ہے؟

ج۱۰:- ایسا سمجھنے والا کافر ومرتد اور خارج از اسلام ہوگا۔اس لیے کہ بندگی صرف اللہ کے لیے ہے۔شہادتین کے اقرار کا یہ مفہوم فی الواقع پایا ہی نہیں جاسکتا ہے، جب تک کہ اللہ کی ہمہ جہتی عبادت نہ کی جائے ،اس عبادت میں بنیادی عقائد،مراسم عبادت،زندگی کے ہر معاملے میں شریعت الٰہیہ کو حَکَم ماننا اور منہج الٰہی کی تطبیق وغیرہ سب کی سب داخل ہے۔شریعت الٰہیہ کو چھوڑ کر کسی دوسری چیز کو حلت وحرمت کا معیار بنانا،شرک ہے، جو کسی صورت میں عبادت سے متعلق شرک سے مختلف نہیں۔ (دوسری کی کتاب ''الاجوبۃ المفیدہ'' سے ماخوذ)

س۱۱:- اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کا معیار کیا ہونا چاہئے؟

ج۱۱:- محبت کا معیار ان کی اطاعت اوران کے احکامات کی پیروی ہے۔

فرمان الٰہی:- قُلْ اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰہَ فَاتَّبِعُوْنِی یُحْبِبْکُمُ اللّٰہُ وَیَغْفِرْ لَکُمْ ذُنُوْبَکُمْ وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ . (آل عمران)

اے نبی! لوگوں سے کہہ دو کہ اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو،اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگذر فرمائے گا،وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔

حدیث نبوی:- لا یؤمن أحدکم حتی أکون أحب الیہ من والدہ وولدہ والناس اجمعین . (بخاری ومسلم)

اس وقت تک کسی کا ایمان مکمل نہیں ہوسکتا۔جب تک میں اسے اس کے والدین اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ ہوجاؤں۔

س۱۲:- اللہ اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کے کیا شرائط ہیں؟

ج۱۲:- ان کی محبت کے بہت سارے شرائط ہیں، جیسے:

۱۔ محبوب کی پسندیدہ چیزوں سے موافقت۔

۲۔ اس کی ناپسندیدہ چیزوں کا انکار۔

۳۔ اس کے محبوبوں سے محبت،اس کے دشمنوں سے بغض رکھنا۔

۴۔ اس کے دوستوں سے دوستی،اس کے دشمنوں سے دشمنی۔

۵۔ اس کا تعاون کرنا،اس کے طریق کار پر عمل پیرا ہونا۔

جو بھی ان امور کا پابند نہ ہوگا، وہ اپنی محبت کے دعوے میں جھوٹا ہوگا اس پر شاعر کا یہ شعر صادق آئے گا۔

لو حبک صادقا لأطعتہ انّ المحب لمن یحب مطیع

اگر تمہاری محبت سچی ہوتی تو تم محبوب کی اطاعت کرتے اس لیے کہ محبت کرنے والا محبوب کا مطیع ہوتا ہے

س۱۳:- خشوع وخضوع پر مشتمل محبت کس کے لیے ہونی چاہئے؟

ج۱۳:- ایسی محبت صرف اللہ کے لیے ہونی چاہیے۔ بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَمِنَ النَّاسِ مَنۡ يَتَّخِذُ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰهِ اَنۡدَادًا يُحِبُّوۡنَهُمۡ كَحُبِّ اللّٰهِ وَالَّذِيۡنَ اٰمَنُوا اَشَدُّ حُبًّا لِلّٰهِ . (بقرہ:۱۶۵)

کچھ لوگ ایسے ہیں جو اللہ کے سوا دوسروں کو اس کا ہمسر اور مدمقابل بناتے ہیں اور ان کے ایسے گرویدہ ہیں، جیسی اللہ کے ساتھ گرویدگی ہونی چاہیے۔ حالانکہ ایمان رکھنے والے لوگ سب سے بڑھ کر اللہ کو محبوب رکھتے ہیں۔

بھلی و بری تقدیر پر ایمان

س۱:- کیا تقدیر سے حجت قائم کرنا درست ہے؟

ج۱:- مصائب پر تقدیر سے حجت قائم کی جاسکتی ہے۔اس لئے کہ وہ مصائب اللہ ہی کے قضاء وقدر سے واقع ہوا کرتی ہیں۔

فرمان الٰہی:- مَآ أَصَابَ مِن مُّصِيبَةٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللهِ . (تغابن: ۱۱)

کوئی مصیبت نہیں آتی مگر اللہ کے حکم سے ہی۔

ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ مطلب یہ کہ اللہ کے حکم یعنی اس کے قضاء وقدر سے ہی۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- احرص علىٰ ما ينفعك و استعن بالله و لا تعجز فان أصابك شئ فلا تقل لو أنى كذا و كذا ولكن قل قدر الله و ما شآء فعل فان لو تفتح عمل الشيطان . (مسلم)

نفع بخش چیزوں کے خواہاں رہو، اللہ سے مدد طلب کرو اور عاجز مت بنو، اگر کوئی مصیبت آپڑے تو یوں مت کہو کہ اگر میں نے ایسے اور ایسے کیا ہوتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو اللہ نے ہر چیز مقدر کر رکھی تھی، جو کچھ چاہا کیا، ,,اگر،، کا استعمال تو شیطانی عمل تک پہونچا دیتا ہے ،لیکن گناہوں پر تقدیر سے حجت قائم کرنا تو مشرکین کی عادت ہے،جن کے بارے میں اللہ نے فرمایا:

سَيَقُوْلُ الَّذِيْنَ أَشْرَكُوا لَوْ شَآ ءَ اللهُ مَآ أَشْرَكْنَا وَلَآ ءَ ابَآؤُنَا وَلَا حَرَّمْنَا مِنْ شَيْءٍ . (الانعام:۱۴۸)

یہ لوگ ''مشرک'' (تمہاری ان باتوں کے جواب میں) ضرور کہیں گے، کہ اگر اللہ چاہتا تو نہ ہم شرک کرتے نہ ہمارے باپ دادا، اور نہ ہم کسی چیز کو حرام ٹھہراتے۔

اس بارے میں تقدیر سے حجت قائم کرنے والا یا تو جاہل مقلّد ہے یا اسلام دشمن دہریہ، وہ کسی صورت میں یہ برداشت نہیں کرے گا کہ اس پر یہ کہہ کر کوئی زیادتی کرے کہ یہ اللہ کے قضاء وقدر سے ہے، اس لیے وہ خود اپنے دعوے کی تردید کرنے والا ہے۔اللہ تعالیٰ نے رسولوں کو کتابیں دے کر اس لیے بھیجا تا کہ لوگوں کو سعادت اور شقاوت کی راہ دکھائیں، انسان کو قوت فکر و عقل سے نوازا، ہدایت و گمراہی کی تمیز عطا کی۔

فرمان الٰہی:- اِنَّا هَدَيْنٰهُ السَّبِيْلَ اِمَّا شَاكِرًا وَاِمَّا كَفُوْرًا . (انسان:۳)

ہم نے اسے راستہ دکھایا، خواہ شکر کرنے والا بنے یا کفر کرنیوالا۔

فرمان الٰہی:- فَأَلْهَمَهَا فُجُورَهَا وَتَقْوَاهَا ، قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكّٰهَا ، وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسّٰهَا . (سورة الشمس)

پھر اس کی بدی اور اس کی پرہیزگاری اس پر الہام کردی، یقیناً فلاح پا گیا وہ جس نے نفس کا تزکیہ کیا، اور نامراد ہوا وہ جس نے اس کو دبادیا۔

اگر انسان نماز چھوڑتا یا شراب پیتا ہے تو اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کی نافرمانی کے باعث سزا کا مستحق ہوگا، ایسی صورت میں توبہ کی ضرورت ہوگی، تقدیر کی حجت کچھ بھی مفید نہیں ہوسکتی۔

س۲:- کیا ہم عمل کو چھوڑ کر تقدیر پر بھروسہ کرسکتے ہیں؟

ج۱:- نہیں۔

فرمانِ الٰہی:- فَأَمَّا مَنْ أَعْطَىٰ وَاتَّقَىٰ ، وَصَدَّقَ بِالْحُسْنَىٰ ، فَسَنُيَسِّرُهُ لِلْيُسْرَىٰ . (سورة الليل)

تو جس نے (راہ اللہ میں) مال دیا اور (اللہ کی نافرمانی سے) پرہیز کیا اس کو ہم آسان راستے کیلئے سہولت دیں گے۔

حدیث نبوی:- اعملوا فکل میسر لما خلق . (بخاری و مسلم)

عمل کرو، ہر شخص کو مقدر اعمال کی سہولت دی جاتی ہے۔

حدیث نبوی:- المؤمن القوی خیر وأحب الله من المؤمن الضعیف وفی کلّ خیر احرص علیٰ ما ینفعک واستعن بالله ولا تعجز فان اصابک شئ فلا تقل لو أنی فعلت کذا وکذا ولکن قل قدر الله وماشاء فعل فان لو تفتح عمل الشیطان. (مسلم)

اللہ کے نزدیک طاقتور مومن کمزور مومن سے زیادہ محبوب اور بہتر ہے۔اور ہر مومن میں بہتری ہے،نفع بخش اعمال کرتے رہو ،اللہ سے مدد طلب کرو، عاجز مت بنو،اگر کوئی مصیبت آپڑے تو یوں مت کہو کہ اگر میں ایسے اور ایسے کرتا تو ایسا اور ایسا ہوتا، بلکہ یہ کہو،اللہ نے یہ چیز مقرر کر رکھی تھی، جو چاہا کیا ''اگر'' کا استعمال شیطانی عمل تک پہونچا دیتا ہے۔

حدیث کا مفہوم

اللہ تعالیٰ ایسے طاقتور مومن سے محبت رکھتا ہے، جو نفع بخش اعمال کرتا رہے،صرف اللہ سے مدد طلب کرے،اپنے کاموں میں ذرائع واسباب استعمال کرے اس کے باوجود اگر کسی ناپسندیدہ حادثے کا شکار ہو جاتا ہے۔تو وہ تقدیر الٰہی پر راضی برضا ہو کر نادم نہیں ہوتا۔

فرمانِ الٰہی:- وَعَسَىٰ أَنْ تَكْرَهُوا شَيْئًا وَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ وَعَسَىٰٓ أَنْ تُحِبُّوا شَيْئًا وَهُوَ شَرٌّ لَّكُمْ وَاللهُ يَعْلَمُ وَأَنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ. (بقرہ:٢١٦)

ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں ناگوار ہو اور یہی تمہارے لیے بہتر ہو،اور ہوسکتا ہے کہ ایک چیز تمہیں پسند ہو اور وہی تمہارے لیے بُری ہو، اللہ جانتا ہے تم نہیں جانتے۔

س۳:- آرام ومصائب کے وقوع کی کیا حکمت ہے؟

ج۳:- انسان جس وقت اپنے آپ کو صاحب قوت سمجھتا ہے،سرکش اور متکبر ہو جاتا ہے،یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ وہ کسی چیز سے شکست نہیں کھا سکتا اور جب اپنی قوت کمزور اور عاجز سمجھنے لگتا ہے،اور یہ خیال کرنے لگتا ہے کہ مصیبت بڑھ رہی ہے اور اس کی قوت جواب دے رہی ہے،تو ایسے وقت میں اسے اپنی حقیقت معلوم ہو جاتی ہے،تکبر اور سرکشی ختم ہو جاتی ہے،اس بات کا یقین کر لیتا ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی اسے بچا سکتا ہے،بقیہ چیزیں سب کی سب بیکار ہیں: بدلیل:

فرمانِ الٰہی:- وَإِذَا أَنْعَمْنَا عَلَى الْإِنْسَانِ أَعْرَضَ وَنَئَا بِجَانِبِهِ وَإِذَا مَسَّهُ الشَّرُّ فَذُو دُعَآءٍ عَرِيضٍ . (فصّلت: ٥١)

انسان کو جب ہم نعمت دیتے ہیں تو وہ منہ پھیرتا ہے،اور اکڑ جاتا ہے اور جب اُسے کوئی آفت چھو جاتی ہے تو لمبی چوڑی دعائیں کرنے لگتا ہے۔

سنّت وبدعت

س۱:- کیا اسلام میں بدعت حسنہ کا وجود ہے؟

ج۱:- ہرگزنہیں (کیوں کہ دین اسلام میں ہر بدعت گمراہی ہے)

فرمان الٰہی:- أَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيْتُ لَكُمُ الاِسْلَامَ دِيْنًا . (المائدہ:۳)

آج میں نے تمہارے لیے دین کو مکمل کر دیا ہے اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی ہے اور تمہارے لیے دین اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کر لیا ہے۔

حدیث نبوی:- اِيّاكم و محدثات الأمور فانّ كلّ محدثةٍ بدعة و كل بدعةٍ ضلالة و كل ضلالة في النار .

بدعتوں سے بچتے رہو، ہر بدعت گمراہی کا پیش خیمہ ہے، اور ہر گمراہی جہنم کا باعث ہے۔ (رواہ ابوداؤد و ترمذی وحسنہ)

س۲:- دین اسلام میں بدعت کسے کہتے ہیں؟

ج۲:- دین اسلام میں ہر اُس دینی معاملے کو بدعت کہتے ہیں جس کی کوئی شرعی دلیل نہ ہو۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- أَمْ لَهُمْ شُرَكٰؤُا شَرَعُوا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَأْذَنْ بِهِ اللهُ . (الشوریٰ : ۲۱)

کیا کچھ لوگ ایسے شریک باری تعالیٰ رکھتے ہیں جنہوں نے ان کیلئے دین کی نوعیت رکھنے والا ایک طریقہ مقرر کر دیا ہے، جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی۔ بدلیل:

حدیث نبوی:- من أحدث في أمرنا هٰذا ما ليس منه فهو ردّ . (بخاری ومسلم)

جس نے ہمارے اس دین میں نئی بات داخل کر دی وہ مردود ہوگی۔

س۳:- بدعت کی کون کون سی قسمیں ہیں؟

ج۳:- اس کی بہت سی قسمیں ہیں۔ مثلاً:

۱۔ کفر تک پہونچانے والی بدعت، مثلاً مردوں اور غیر موجود لوگوں کو پکارنا، ان سے مدد طلب کرنا، جیسے یوں کہے، اے میرے فلاں آقا مدد کرو۔

۲۔ حرام کردہ بدعت، مثلاً اللہ کی جانب مُردوں کو وسیلہ بنانا، قبروں کا سجدہ کرنا، ان کیلئے نذر نیاز ماننا، ان پر عمارت تعمیر کرنا۔

۳۔ مکروہ بدعت، مثلاً نماز جمعہ کے بعد نماز ظہر پڑھنا، اذان کے بعد زور زور سے درود وسلام پڑھنا۔

نوٹ:- آج کل مشرکین نے ایک نئی بدعت کا اضافہ کیا وہ اذان سے پہلے درود وسلام پڑھنا، قبرستان میں جنازہ دفن کرنے سے پہلے وبعد اذان دینا، دلہن کی رخصتی کے وقت اذان دینا۔ ہم اللہ کی پناہ طلب کرتے ہیں ان بدعتوں سے۔

س۴:- کیا اسلام میں سنت حسنہ کا وجود ہے؟

ج۴:- ہاں، اسلام میں سنت حسنہ کا وجود ہے، بدلیل:

حدیث نبوی:- من سن في الاسلام سنة حسنة فله أجرها و أجر من عمل بها من بعده من غير أن ينقص مو اجورهم شئ . (بخاری)

جو شخص اسلام میں کسی اچھے کام کی بنیاد رکھتا ہے اسے اچھے کام اور بعد میں اس پر عمل کرنے والوں کا اجر ملتا ہے، اس دو چند اجر ملنے پر کسی دوسرے کے اجر میں کمی نہیں کی جائے گی۔

س۵:- زہد کی کیا حقیقت ہے؟

ج۵:- اس کی حقیقت یہ ہے کہ مسلمان دنیا کو اپنا مقصد حیات نہ بنالے آخرت پر نہ دنیا کو ترجیح دے اور نہ اس میں ایک دوسرے پر فخر کی بازی جیتنے کی کوشش کرے، بلکہ اس کے اعمال کی غرض وغایت دین الٰہی کی نصرت آخرت کے لئے کوشش ہونی چاہیے، اسی کے ذریعہ اللہ اور اس کی مخلوقات کے ساتھ حسن معاملہ اور جہاد فی سبیل اللہ کے تمام لوازمات بروئے کار لائے جاسکتے ہیں۔

زہد یہ نہیں کہ زندگی کے تمام گوشوں اور کاموں سے کنارہ کشی کرلیا جائے، اور بَن باسی زندگی گذاری جائے جو بُت پرستی کے بنیادی امور میں سے ہے، اسے زہد نہیں کہا جاسکتا، یہ تو بزدلی نفسیاتی کمزوری، انسانی توانائیوں کو بیکار کرنا ہے، یہ صوفیاء کی نئی ایجاد ہے، جس کا نتیجہ نہایت ہی برا ہے، اسی کے سبب مسلمان دوسروں سے سبقت لے جانے اور اپنے دین و پیغام کو آگے بڑھانے میں پیچھے رہ گئے، اور باطل پرست آدھمکے اور انہیں بری طرح شکست دے دی۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدہ'' سے بتصرف ماخوذ)

س۶:- تقلید کا کیا حکم ہے؟

ج۶:- توحید اور دین کی اصولی باتوں میں تقلید درست نہیں، بلکہ کتاب وسنت صحیحہ کی روشنی میں دین کو سمجھنا نیز سلف صالحین کے عقائد کے سلسلے میں ان کی سوجھ بوجھ سے استفادہ کرنا ضروری ہے ہاں دین کے فروعی مسائل میں سنی مذاہب میں کسی مذہب کی تقلید درست ہے (یہ مصنف رحمہ اللہ کی خطاء ہے اتباع صرف اور صرف قرآن اور حدیث کی ہوگی)، یہ بھی درست ہے کہ کسی ایک مذہب کا التزام نہ کرے (بلکہ مختلف مسائل میں مختلف مذاہب کی پیروی کرسکتا ہے) شرط یہ ہے کہ اس کا مقصود آسانیوں کی تلاش نہ ہو۔ لیکن اہل علم پر دلیل کی تلاش اور مذہبی فروعات میں حدیث نبوی سے قریب ترین مسئلے پر عمل کرنا ضروری ہے۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدۃ'' سے ماخوذ)

شرعی تعلیم ومفید ایجادات کے علم کے تعلم کا حکم

س۷:- شرعی علم، صنعت وحرفت اور ایجادات کے علوم کے تعلم کا کیا حکم ہے؟

ج۷:- شرعی علم کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ ایسا علم جو عقائد وعبادات کی صحت کیلئے ضروری ہے، یہ ہر مسلمان پر فرض عین ہے۔

۲۔ ایسا علم جو تفصیلات اور باریک مسائل سے بحث کرتا ہے جیسے کہ علم فرائض، دقیق مسائل، اصول فقہ، مصطلح الحدیث وغیرہ، ایسا علم فرض کفایہ ہے، اگر بعض اہل علم اسے حاصل کرلیں تو دوسروں سے فرضیت ساقط ہوجاتی ہے۔

ضروری ایجادات اور صنعتوں کو سیکھنا فرض کفایہ ہے ہاں اگر ایک کے علاوہ کوئی دوسرا نہ پایا جائے تو اس پر واجب ہے، کہ اس کے لیے حاکم وقت ایک گروہ پر جبر کرسکتا ہے، اہل صنعت میں جو اپنی صنعت چھوڑ رہا ہو اسے روک سکتا ہے اور اس میں کام کرنے پر مجبور کرسکتا ہے، نیز بیت المال سے اس کی ہمت افزائی کرسکتا ہے ہر مسلمان عامل ضروری ہے کہ وہ اللہ ورسول کی خیر خواہی کے لیے ایجاد واختراع اور ہر مادے کی تسخیر میں پوری محنت صرف کرے، اس میں دین اور مسلمانوں کی سربلندی روئے زمین میں اللہ کے کلمے کی سرفرازی اور ظالم کی رکاوٹ مقصود ہو۔ (کتاب ''الاجوبۃ المفیدہ'' سے بتصرف ماخوذ)

نجات پانیوالا فرقہ اور مدد یافتہ گروہ

س ۱:- نجات پانے والا کون سا فرقہ ہے؟

ج ۱:- رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق کار کتاب وسنت پر عمل پیرا فرقہ نجات پانیوالا ہوگا۔ بدلیل:

فرمان الٰہی:- وَاعْتَصِمُوا بِحَبْلِ اللهِ جَمِيعًا وَلَا تَفَرَّقُوا . (آل عمران:۱۰۳)

سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑلو اور تفرقہ نہ ڈالو۔ ودلیل:

حدیث نبوی:- وان بنی اسرائیل تفرقت علی ثنتین وسبعین ملة وتفرق أمتی علی ثلاث وسبعین ملة ،کلهم فی النار الا ملة واحدة ، ما أنا علیه وأصحابی . (ترمذی ، وصححه الألبانی فی صحیح الجامع برقم ۵۳۱۹)

بنی اسرائیل بہتر فرقوں میں بٹے، ہماری امت کے تہتر فرقے ہوں گے۔تمام کے تمام جہنمی ہوں گے سوائے اس فرقے کے جو اس طریق کار پر چلے گا جس پر میں ہوں اور میرے صحابہ ہیں۔

س ۲:- فرقہ ناجیہ کی کیا علامت ہے؟

ج ۲:- فرقہ ناجیہ کے افراد بہت کم ہوں گے، بہت سے لوگ ان کی دشمنی کریں گے،اللہ تعالیٰ نے ان کی تعریف اس آیت سے کی ہے۔

وَقَلِيلٌ مِنْ عِبَادِيَ الشَّكُورُ . (سورة سباء)

میرے بندوں میں کم ہی شکرگزار ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان اوصاف کا تذکرہ درج ذیل حدیث میں کیا ہے۔

طوبیٰ للغرباء أناس صالحون ، فی أناس سوء کثیر من یعصیهم أکثر ممن یطیعهم . (صحیح ،احمد)

کس مپرس لوگوں کو مبارک ہو: جو بہت سارے بُرے لوگوں میں کچھ اچھے لوگ ہیں،ان کے نافرمان فرمانبرداروں سے زیادہ ہیں۔

س ۳:- مدد یافتہ گروہ کون سا ہے؟

ج ۳:- حدیث نبوی: لا تزال طائفة من امتی ظاهرین علی الحق یقاتلون وهم أهل العلم . (بخاری)

میری امت کا ایک گروہ غالب ہی رہے گا،حق بات پر جہاد کرتا رہے گا وہ گروہ علماء کا ہوگا۔

حدیث نبوی:- لاتزال طائفة امتی ظاهرین علی الحق لا یضرهم من خذلهم حتی یأتی أمر الله. (بخاری)

میری امت کے کچھ لوگ غالب ہی رہیں گے،حتی کہ ان کی موت آجائے۔

۱۔علامہ ابن حجر نے فتح الباری جلد۱۳صفحہ۲۹۵ میں درج ذیل باتوں کا تذکرہ کیا ہے۔

ملاحظہ: تمام شارحین کا اتفاق ہے کہ ''علی من خالفهم'' کا مفہوم یہ ہے کہ ''مخالفین پر غالب رہیں گے''۔

۲۔ امام نووی نے فرمایا کہ یہ گروہ، بہادر، جنگ کا مجرب،فقیہ،محدث مفسر،امر بالمعروف ونہی عن المنکر کو انجام دینے والا، زاہد، عابد غرضیکہ مومنوں کی مختلف قسموں کے مختلف گروپ ہوسکتے ہیں۔یہ بھی ضروری نہیں وہ ایک ہی ملک میں اکٹھا ہوں، بلکہ وہ روئے زمین کے کسی ایک حصے میں بھی ہوسکتے ہیں اور بہت سارے حصوں میں متفرق بھی ہوسکتے ہیں۔

۳۔ عبداللہ بن المبارک کا قول ہے: میرے نزدیک یہ گروہ اہل حدیث کا ہے۔

۴۔ خلاصہ یہ کہ مدیافتہ گروہ وہی ہوگا جو حدیث پر عمل پیرا ہو، اللہ اور رسول کے قول پر کسی بھی قول و عمل کو مقدم نہ رکھے۔

فرمانِ الٰہی:- یَاأَیُّھَاالَّذِینَ اٰمَنُوا لَا تُقَدِّمُوا بَیْنَ یَدَيِ اللّٰہِ وَرَسُولِہٖ . (الحجرات)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ اور اس کے رسول کے آگے پیش قدمی نہ کرو۔

س۴:- مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

ج:- جب کتاب اللہ کو عملاً نافذ کر دیں گے۔

۲۔ سنت رسول پر عمل پیرا ہوں گے۔

۳۔ شرک کے تمام اقسام سے دست بردار ہو جائیں گے۔

۴۔ اپنے دشمنوں سے نمٹنے کے لیے حسب طاقت تیاری کریں گے۔

فرمانِ الٰہی:- یَا أَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اِن تَنْصُرُوا اللّٰہَ یَنْصُرْکُمْ وَ یُثَبِّتْ أَقْدَامَکُمْ . (محمد:۷)

اے ایمان والو! اگر تم اللہ کی مدد کرو گے تو وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارے قدم مضبوط جما دے گا۔

فرمانِ الٰہی:- وَعَدَ اللّٰہُ الَّذِیْنَ ءَامَنُوا مِنکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْأَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِن بَعْدِ خَوْفِھِمْ أَمْنًا یَعْبُدُونَنِی لَا یُشْرِکُونَ بِی شَیْئًا . (النور)

اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے تم میں سے ان لوگوں کے ساتھ جو ایمان لائیں اور عمل صالح کریں کہ وہ ان کو اسی طرح زمین میں خلیفہ بنائے گا، جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے ان کے لیے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا، جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے حق میں پسند کیا ہے اور ان کی (موجودہ) حالت خوف کو امن سے بدل دے گا، بس وہ میری بندگی کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ کریں۔

فرمانِ الٰہی:- وَأَعِدُّوا لَھُم مَّا اسْتَطَعْتُمْ مِنْ قُوَّۃٍ . (الانفال:۶۰)

اور تم لوگ جہاں تک تمہارا بس چلے ان کے مقابلے کے لیے زیادہ سے زیادہ طاقت مہیا رکھو۔

حدیث نبوی:- أَلَا اِنّ القوۃ الرمی . (مسلم)

تیر اندازی ہی قوت کا سرچشمہ ہے۔

قبروں کی زیارت، قبروں میں آرام وعذاب

س ۱:- ہم قبروں کی شرعی زیارت کس طرح اور کیوں کریں؟

ج ۱:- ہر وقت قبروں کی زیارت مستحب ہے، اس کے بہت سارے آداب وفوائد ہیں۔

۱۔ اس میں زندوں کے لیے اس بات کی نصیحت اور عبرت ہے کہ وہ بھی مریں گے اس لیے عمل کی تیاری کریں۔

حدیث نبوی:- نهيتكم عن زيارة القبور فزوروها . (مسلم)

میں نے تمہیں قبروں کی زیارت سے منع کر دیا تھا، اب ان کی زیارت کیا کرو۔ ایک روایت ہے۔ فانها تذكركم بالآخرة . یہ قبریں تمہیں آخرت کی یاد دلاتی ہیں۔ (احمد)

۲۔ ہم مردوں کے مغفرت کی دعا کریں، اللہ کو چھوڑ کر انہیں پکاریں اور نہ ہی اُن سے دعا کی طلب کریں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے قبروں کی زیارت کیلئے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو درج ذیل دعا سکھایا تھا۔

السلام علىٰ أهل الديار من المؤمنين و المسلمين وانا ان شاء الله بكم لاحقون أسال الله لنا ولكم العافية .

اے اس دیار کے مومنو! اور مسلمانو! تم پر سلامتی ہو، ان شاء اللہ ہم بھی تمہارے پیچھے آنے والے ہیں، اللہ سے اپنے اور تمہارے لیے عذاب سے عافیت کی دعا مانگتے ہیں۔ (مسلم)

۳۔ قبروں پر نہ بیٹھیں، ان کی جانب نماز نہ پڑھیں۔ دلیل:

حدیث نبوی:- لا تصلوا الى القبور ولا تجلسوا عليها . (مسلم)

قبروں کی جانب نہ نماز پڑھو اور نہ ان پر بیٹھو۔

۴۔ مطلق قرآن نہ پڑھیں حتی کہ فاتحہ بھی۔

حدیث نبوی:- لا تجعلوا بيوتكم مقابر فان الشيطان ينفر من البيت الذى تقرأ فيه سورة البقرة. (مسلم)

تم اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ، جس گھر میں سورہ بقرہ پڑھی جاتی ہے اس سے شیطان بھاگتا ہے۔

حدیث نبوی سے پتہ چلتا ہے کے گھروں کے برعکس قبرستان میں قرآن مجید پڑھنے کی جگہ نہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں کہ مُردوں کیلئے قرآن مجید پڑھے ہوں، البتہ ان کے لیے دعا کئے ہیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب مُردے کی تدفین سے فارغ ہوتے تھے تو وہاں کھڑے ہو کر فرماتے تھے۔

استغفروا لأخيكم وسلوا له التثبيت فانه الأن يسأل . اپنے بھائی کی مغفرت چاہو، اس کے ثابت قدمی کے لیے دعا کرو ابھی اس سے سوال ہوگا۔ (صحیح، مستدرک حاکم)

۵۔ قبروں پر پھول نہ چڑھائیں، اس لیے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے یہ ثابت نہیں، نیز اس میں عیسائیوں سے مشابہت بھی ہے اگر ہم پھولوں کی قیمت غریبوں کو دے دیں تو اس کا فائدہ مُردے کو ملے گا اور غریبوں کو بھی۔

۶۔ نہ تو ہم قبروں پر مقبرہ تعمیر کریں اور نہ ہی وارنش اور چونا وغیرہ لگائیں۔

حدیث نبوی:- نهىٰ صلى الله عليه وسلم أن يجصص القبر وأن يبنىٰ عليه .

قبروں کو پختہ بنانے اور ان پر مقبروں کی تعمیر سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع کیا ہے۔

۷۔ مسلمانو! مُردوں کو پکارنے اور ان سے مدد طلب کرنے سے بچو، یہ بلاشبہ شرک اکبر ہے، مردے کسی بھی چیز کے مالک نہیں ،صرف اللہ کو پکارو وہی قادر اور پکار سننے والا ہے۔

س۲:- قبروں میں آرام وعذاب کی کیا دلیل ہے؟

ج۲:- فرمان الٰہی:- وَحَاقَ بِــئَالِ فِرْعَوْنَ سُوٓءُ العَذَابِ ، النَّار يُعْرِضُوْنَ عَلَيْهَا غُدُوًّا وَ عَشِيًّا وَيَوْمَ تَقُوْمُ السَّاعَةُ أَدْخِلُوا ءَالَ فِرْعَونَ أَشَدَّ العَذَاب . (غافر)

اور فرعون کے ساتھی خود بدترین عذاب کے پھیر میں آ گئے دوزخ کی آگ ہے جس کے سامنے صبح وشام وہ پیش کئے جاتے ہیں اور جب قیامت کی گھڑی آ جائے گی تو حکم ہوگا کہ آل فرعون کو شدید تر عذاب میں داخل کر دو۔

فرمان الٰہی:- يُثَبِّتُ اللهُ الَّذِيْنَ ءَامَنُوا بِالْقَوْلِ الثَّابِتِ فِي الحَيَـوٰةِ الدُّنْيَا وَفِي الأَخِرَةِ . (سورة ابراهيم:۲۷)

ایمان لانے والوں کو اللہ ایک قول ثابت کی بنیاد پر دنیا اور آخرت دونوں میں ثبات عطا کرتا ہے۔

حدیث نبوی:- ان أحدكم اذا مات عُرِض عليه مقعده بالغداة والعشي ان كان من اهل الجنة فمن أهل الجنة وان كان من أهل النار ،فمن أهل النار ، فيقال هذا مقعدك حتى يبعثك الله الى يوم القيامة . (بخاری ومسلم)

جب کوئی مر جاتا ہے تو اس پر صبح وشام اس کا ٹھکانہ پیش کیا جاتا ہے، اگر جنتی ہے تو جنتیوں کا ٹھکانہ، اور اگر جہنمی ہے تو جہنمیوں کا ٹھکانہ ،اور یہ کہا جاتا ہے کہ یہی تمہارا ٹھکانہ ہے، تاوقتیکہ اللہ تعالیٰ تمہیں قیامت کے دن دوبارہ اٹھائے۔

س۳:- قبر میں انسان سے کون سے سوالات کئے جاتے ہیں؟

ج:- حدیث میں آیا ہے کہ مومن کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اسے بیٹھا کر پوچھتے ہیں۔

۱۔ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔

۲۔ تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے میرا دین اسلام ہے۔

۳۔ تم میں یہ بھیجا ہوا شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہے وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔

۴۔ تمہارے اعمال کیا ہیں؟ وہ کہتا ہے میں قرآن مجید کو پڑھتا رہا، اس پر ایمان لایا، اس کی تصدیق کی۔

تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے کہ میرا بندہ سچا ہے، اس کے لیے جنتی فرش بچھا دو، اسے جنتی لباس پہنا دو، اس کے لیے جنت کی ایک کھڑکی کھول دو، تاکہ اس کے پاس اس کی ہوا اور خوشبو آتی رہے، اور تاحدّ نگاہ اس کی قبر کشادہ کر دی جاتی ہے۔

لیکن کافر کے پاس دو فرشتے آتے ہیں اور بیٹھا کر اس سے سوالات کرتے ہیں۔

۱۔ تمہارا رب کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس، افسوس میں نہیں جانتا۔

۲۔ تمہارا دین کیا ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس، افسوس میں نہیں جانتا۔

۳۔ تم میں بھیجا ہوا یہ شخص کون ہے؟ وہ کہتا ہے افسوس، افسوس میں نہیں جانتا۔

تو آسمان سے ایک پکارنے والا پکارتا ہے، میرا بندہ جھوٹا ہے، اس کے لیے جہنمی فرش بچھا دو، اور جہنم کی ایک کھڑکی کھول دو، اس تک ا

س کی گرمی اور لپیٹ پہونچتی رہے، اس پر قبر اس طرح تنگ ہوجاتی ہے کہ پسلیاں ٹوٹ جاتی ہیں۔ (احمد، ابوداؤد، صحیح الجامع)

س۴:- بقصد زیارت کیا قبروں کی جانب سفر درست ہے؟

ج۴:- نہیں، بالخصوص جب تبرک نیز قبر کے پاس یا صاحب قبر سے طلب دعاء مقصود ہو چاہے وہ کسی ولی یا رسول ہی کی قبر کیوں نہ ہو۔

فرمان الٰہی:- وَمَا اٰتَاکُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْہُ وَمَا نَھَاکُمْ عَنْہُ فَانْتَھُوْا. (حشر:۷)

جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تمہیں دے دیں وہ لے لو اور جس چیز سے وہ تم کو روک دیں رُک جاؤ۔

حدیث نبوی:- لا تشدّ الرحال الا الی ثلاثة مساجدً المسجد الحرام ومسجدی ھٰذا والمسجد الأقصیٰ .

(بقصد زیارت) صرف تین مسجدوں کا سفر درست ہے، مسجد حرام، میری یہ مسجد (یعنی مسجد نبوی) اور مسجد اقصیٰ۔

اس حدیث کی روشنی میں مدینہ کا سفر زیارت قبر رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بجائے زیارت مسجد نبوی کی نیت سے ہونا چاہئے۔ اس لیے کہ مسجد نبوی میں نماز کا ثواب دیگر مسجدوں کے بالمقابل ایک ہزار نماز کے برابر ہے البتہ مسجد نبوی میں داخل ہوتے ہوئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھا جائے گا۔

س۵:- مومن کا مقصود کیا ہے اور کافر کا کیا؟

ج:- دنیا میں مومن کا مقصود رضائے الٰہی اور قربت الٰہی ہے اس کا وسیلہ اچھے اعمال ہیں۔

یٰـاَ یُّھَا الَّذِیْنَ ءَ امَنُوا اتَّقُوا اللہَ وَابْتَغُوْآ اِلَیْہِ الْوَسِیلَةَ وَجٰـھِدُوا فِی سَبِیْلِہٖ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُونَ . (مائدہ:۳۵)

اے لوگو! جو ایمان لائے ہو اللہ سے ڈرو اور اس کی جناب میں باریابی کا ذریعہ تلاش کرو، اس کی راہ میں جدوجہد کرو شاید کہ تمہیں کامیابی نصیب ہو جائے۔

حضرت قتادہ کا قول ہے: تقربوا الیة بطاعته والعمل بما یرضیه . اللہ کی اطاعت اور اس کے پسندیدہ اعمال کے ذریعہ اس کا قرب حاصل کرو، رہا کافر تو اس کا مقصد زندگی کی آخری انجام سے غافل ہو کر دنیاوی لذتوں کا حصول ہے، اس کی مثال جانوروں کی سی ہے۔

دعوت الی اللہ اور عربوں کی ذمہ داریاں

ا:- دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشرو اشاعت کا کیا حکم ہے؟

ا:- یہ ہر مسلمان کا فریضہ ہے، اللہ نے اسے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی وراثت کتاب وسنت عطا کی ہے، اللہ تعالیٰ کے اس عمومی حکم میں تمام کے تمام مسلمان داخل ہیں۔

فرمان الٰہی:- ادْعُ اِلٰی سَبِیْلِ رَبِّکَ بِالْحِکْمَةِ وَالْمَوعِظَةِ الْحَسَنَةِ .

اے نبی، اپنے رب کے راستے کی طرف دعوت وحکمت اور عمدہ نصیحت کے ساتھ، اور لوگوں سے مباحثہ کرو ایسے طریقہ پر جو بہترین ہو

فرمان الٰہی:- وَ جَاهِدُوا فِی اللهِ حَقَّ جِهَادِهٖ . (حج:۷۸)

اللہ کی راہ میں جہاد کرو جیسا کہ جہاد کرنے کا حق ہے۔

ہر مسلمان پر ضروری ہے کہ ہر طرح کے جہاد میں شرکت کے لئے کوئی کسر نہ اٹھا رکھے، بالخصوص ایسے زمانے میں جب کہ دعوت الی اللہ اور اسلام کی نشرو اشاعت اور اس کی جدوجہد ضروری ہو ایسی صورت میں جو مسلمان بھی اس سلسلے میں کوتاہی کرے گا یا اس فریضہ کو ترک کردے گا۔ وہ اللہ کی نظر میں گنہگار ہوگا۔

۲:- کیا انسان کو اپنے نفس کی اصلاح کافی ہے؟

۲:- اولاً اپنے نفس کی اصلاح کی جائے پھر دوسروں کی اصلاح شروع کی جائے۔

فرمان الٰہی:- وَلْتَكُن مِّنكُمْ أُمَّةٌ يَدْعُونَ اِلَى الخَيْرِ وَيَامُرُونَ بِالْمَعْرُوفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَأُوْلَئِکَ هُمُ الْمُفْلِحُونَ

تم میں کچھ تو ایسے ضرور ہی ہونے چاہئیں جو بھلائی کی طرف بلائیں بھلائی کا حکم دیں اور برائیوں سے روکتے رہیں جو لوگ یہ کام کریں گے وہی فلاح پائیں گے۔

حدیث نبوی:- من رأی منکم منکرا فلیغیره بیده فان لم یستطع فبلسانه فان لم یستطع فبقلبه و ذلک أضعف الایمان. (مسلم)

تم میں سے جو بھی غلط چیز دیکھے، اپنے ہاتھ سے روکے، اگر استطاعت نہ ہو تو زبان سے، اور اگر اس کی بھی استطاعت نہ ہو تو دل سے ، اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔ (مسلم)

۳:- عربوں کی کیا ذمہ داریاں ہیں؟

۳:- عرب ہی اسلام کا پیغام لے کر اٹھے تھے، انہیں کی زبان میں قرآن کا نزول ہوا، یہ اگر اسلامی نظام کا نفاذ کرتے ہیں تو یہی خیر امت ہیں جس کا مقصد وجود لوگوں کی رہنمائی ہے۔

تمام عربوں کی درج ذیل ذمہ داریاں ہیں:

ا:- وہ اسلامی عقائد، عبادات، قوانین کو مضبوطی سے تھام لیں، دوسری قوموں کی تقلید چھوڑ دیں۔

۲:- لادینی علمانیت، ظالمیت راسمالیت، مارکسی اشتراکیت، ملحدانہ شیوعیت، یہودی ماسونیت غرضیکہ اسلام مخالف تمام ہی تباہ کن

نظریات سے علیحدہ رہیں، درآمد افکار کا کسی صورت سے نفاذ نہ کریں اور نہ ہی ایسا کریں کہ ہر چیز کی غرض وغایت وطن اور مادیت ہی کو سمجھیں اور دین کو کوئی حیثیت نہ دیں۔ اس لیے کہ ایسا کرنے سے اگر فرض کرلیا جائے کہ کسی عرب اقلیت کو اس کے ملک میں فائدہ پہنچ رہا ہے تو - اوّلا - یہ تحصیل حاصل ہے۔ ثانیاً - یہ نقصان عظیم ہے اس لیے کہ عرب قوم اپنے رب کے پیغامات کو پس پشت ڈال رہی ہے اور قوموں کی قیادت اور لوگوں کی ہدایت سے علیحدہ ہو رہی ہے ساتھ ہی ساتھ دنیا کے تمام مسلمانوں کی محبت اور روحانی لگاؤ سے ہاتھ دھو بیٹھے گی۔ پھر دوسری حکومتیں اس چیز کو ان مسلمانوں کے خلاف بطور دلیل پیش کریں گے۔ جن کا تعلق ان بے دین سے ہو۔ اس طرح وہ روحانی مقام ومرتبہ کھو بیٹھے گے جو انہیں دین کی بدولت نصیب ہوا تھا، نیز روحانی اتحاد اور کروڑوں مسلمانوں سے محروم ہو جائیں گے پھر اس قلیت کو وہ فائدہ نہیں مل سکتا جو اسلام کے نفاذ کی صورت میں ملتا۔ (دَوسَري کی کتاب ''الاجوبۃ المفید ہ'' سے ماخوذ)

س ۴:- سودمند طریق زندگی کسے کہتے ہیں؟

ج ۴:- سودمند طریق زندگی یہ ہے کہ اللہ کی واجب کردہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابۂ کرام کی راہ، صراط مستقیم پر چلا جائے، ہم اسلام کی ایسی تعمیر کریں جس سے اس کی روح اور تعلیمات جلوہ گر ہوں، ہم بذریعہ اسلام قابل اقتداء مثال بن جائیں، استعماری تہذیب کی دین کسی بھی مادی مقصود، وطنیت اور قومی عصبیت کے پیش نظر ہم کسی ایسے شخص سے تعلقات نہ رکھیں جو دین سے دور ہو چکا ہو، ہم اسلامی تعلیمات سے بال برابر نہ ہٹیں، ہماری دوستی دشمنی اللہ کیلئے ہو، دوستی اور دشمنی کا اسلام کو چھوڑ کر کوئی دوسرا معیار نہ ہو، بلکہ دنیا کے تمام مسلمان بھائیوں کے ساتھ سیسہ پلائی ہوئی دیوار کے مانند کھڑے ہو کر ان کی مدد اور ان کا دفاع کریں، جو بھی انہیں رسوا کرے یا تکلیف دے یا ان پر ذرائع معاش تنگ کرے ہم اس کی دشمنی کریں، اس کے خلاف آواز اٹھائیں، تاکہ اسے دنیا کے سامنے ننگا اور رسواء کر دیں، اختلافات کی تمام راہیں مسدود کرنے کے لئے سر جوڑ کوشش اور اخلاص سے کام لیں، اس کے لیے دین کو ان تمام بدعات اور راہوں کی آلائشوں سے پاک وصاف کر دیں جو سیاسی اغراض ومقاصد کے لیے معرض وجود میں آ گئی یا لائی گئیں ہیں دین کو چھوڑ کر کسی دوسری بنیاد پر اتحاد کی پکار یا امید سے دھوکہ نہ کھائیں، بے دین، انگریزوں کے پٹھو جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ ''موقعہ پرستی اور رجعت پسندی کو ختم کرنا چاہتے ہیں'' سراسر جھوٹ اور خیالی وہم ہے حقیقت سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ اس لیے ان کا پلان ہی موقع پرستی ہے، نیز عین رجعت پرستی ہے جس کے ذریعہ وہ مختلف قسم کی مادہ پرستیوں میں مبتلا اور تمام برے اخلاق سے دوچار ہیں، موقعہ پرستی اور انانیت کا خاتمہ تو صرف دین حنیف کے ذریعہ ہو سکتا ہے۔

فرمان الٰہی:- صِبۡغَةَ اللّٰهِ وَمَنۡ أَحۡسَنُ مِنَ اللّٰهِ صِبۡغَةً وَ نَحۡنُ لَهُ عٰبِدُونَ. (بقرہ:۱۳۸)

(ہدایت اور نجات کی راہ کسی رسمی اصطباغ یعنی رنگ دینے کی محتاج نہیں، جیسا کہ عیسائیت کا شیوہ ہے) یہ اللہ کا رنگ ہے اور (بتلاؤ) اللہ سے بہتر اور کس کا رنگ ہو سکتا ہے۔

واللہ یہ درست ہی نہیں کہ اسلامی قومیں بالخصوص عرب ان مغربی افکار کو اپنائیں جنہیں مادہ پرست یورپی قومیں اپنانے پر مجبور تھیں ایسے افکار نہ تو مسلمانوں کی کرامت سے میل کھاتے ہیں اور نہ ہی اُن پر اللہ کی عائد کردہ ذمہ داریوں کے موافق ہیں، بلکہ یہ افکار انہیں روئے زمین کے ربانی معلمین اور نظام الٰہی کے مطابق دنیا کے حکمرانوں کے درجے سے ہٹا کر کمزور، بے سہارا اور دوسروں کے محتاج چیلوں کی صف میں لا کھڑا کریں گے اور انہیں احساس تک نہ ہوگا۔ اس طرح قوموں کے مابین ان کا تشخص ختم ہو جائے گا، نیز اللہ کی عطا کردہ مابہ الامتیاز خصوصیت کھو بیٹھیں گے، انہیں افکار کی بدولت لادینی اور علمانی ملکوں اور قوموں میں شامل ہو جائیں گے۔ اپنی سرداری وعزت اور خیر امت کا لقب کھو بیٹھیں گے، اسی لیے اللہ تعالیٰ نے کسی قوم کے شعائر اور شعار کو اپنانے سے روکا ہے تاکہ یہ امت اپنا معیار نہ کھو بیٹھیں۔

قدیم وجدید جاہلیت

س ا:- کیا جاہلیت کا تعلق صرف گذشتہ صدیوں سے تھا یا لوگوں میں پائی جاتی رہے گی؟

ج ا:- اس کا تعلق صرف گذشتہ صدیوں سے نہیں بلکہ جاہلیت آنیوالی صدی میں بالمقابل گذشتہ صدی کے زیادہ پائی جاتی ہے۔اس لیے کہ جاہلیت کی کچھ مخصوص صفتیں ہیں جن سے وہ تمام افراد اور قومیں متصف ہوتی ہیں، جو اپنے رب اور رسولوں کی نافرمان ہوجائیں ہر چیز میں خواہشات کی پیروی کریں۔

حد یہ ہے کہ موجودہ جاہلیت گذشتہ تمام جاہلیت سے بدتر ہے اس لئے کہ اس میں کفرانِ نعمت پر اکسانا، خالق کا انکار، اسکے دین وشریعت کو نہ ماننا، اس کی حکمت وعزت کا مذاق اڑانا، غنڈہ گردی، برائی اور فسق وفجور کو سراہنا، غیرت وحیا کا ختم ہوجانا وغیرہ وغیرہ پایا جاتا ہے جو نہ ابوجہل کے یہاں پایا جاتا تھا اور نہ ابولہب کے یہاں اور نہ ہی اس کے ماقبل کی جاہلیتوں میں، بات یہیں نہیں ختم ہوتی بلکہ انسانیت اپنے حدود سے تجاوز کر کے نظام الٰہی کو پس پشت ڈال چکی ہے ،اس پر اللہ کے عذاب کسی وقت آسکتے ہیں تاں آں کہ حکم الٰہی کی پابند ہوجائے اور اس کی شریعت کا نفاذ کردے۔

دعائے مستجاب

ا:- نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب کسی کو کوئی پریشانی لاحق ہو یا حزن وملال سے دوچار ہو تو درج ذیل دعا پڑھے اللہ تعالیٰ اپنی بے پایاں رحمت سے اس کی پریشانی اور غم کو دور کر کے اسے فرحت وشادمانی سے شادکام کرتے ہیں۔

اللھم انی عبدک وابن عبدک وابن أمتک ، ناصیتی بیدک ماضٍ فی حکمک عدل فی قضاؤک ، أسالک بکل اسم ھو لک سمیت به نفسک أو أنزلته فی کتابک أو علّمته أحداً مّن خلقک أو استأثرت به فی علم الغیب عندک أن تجعل القرآن ربیع قلبی ، ونور بصری وذھاب حمّی وغمّی ۔

اے اللہ! میں تیرا غلام ہو، اور تیرے غلام اور باندی کا بیٹا ہوں، میری پیشانی تیرے ہاتھ میں ہے، میرے حق میں تیرا حکم جاری ہے، میرے متعلق تیر فیصلہ مبنی برانصاف ہے، میں سوال کرتا ہوں تیرے اُس نام کے ذریعہ جسے تو نے اپنے لیے پسند فرمایا یا تو نے اپنی کتاب میں نازل کیا، یا اپنی مخلوق میں سے کسی کو سکھایا، یا اپنے علم غیب میں اسے محفوظ رکھا، قرآن کریم کو میرے دل کی بہار اور میری آنکھوں کا نور اور میرے رنج وغم کا مداوا کردے۔ (صحیح، احمد وابن حبان)

۲:- حضرت یونس علیہ السلام کی دعاء جسے مچھلی کے پیٹ میں مانگ رہے تھے:

لَا اِلٰه اِلّا أنت سبحانک اِنی کنت من الظالمین ۔

مسلمان جس چیز سے متعلق اس دعاء کو مانگتا ہے اللہ تعالیٰ قبول کرلیتا ہے۔ (صحیح احمد وغیرہ)

۳:- **یا حي یا قیوم برحمتک أستغیث ۔**

اے رب حیّ وقیوم میں تیری رحمت کا آسرا چاہتا ہوں۔ (ترمذی، حسن)

تمت بالخیر

والحمدللہ الذی بنعمته تتم الصالحات.

لیث محمد لال محمد

۲۷ رمضان المبارک ۱۴۰۸ھ